يد الله على الجماعة . ترمذی

لا جماعة إلا بإمارة . دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگرانِ اعلیٰ: عارف اسلم روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک 23 ربیع الثانی 1431ھ 9 تا 15 اپریل 10 | شمارہ 14 | فون 7656730 فیکس 7659847

ایک اور ستارہ ٹوٹ گیا

یہ خبر جماعتی حلقوں میں بڑے حزن وملال کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے بھتیجے اور حافظ محمد حسین روپڑیؒ کے بڑے بیٹے اور حافظ عبدالرحمٰن مدنی، حافظ عبدالوحید روپڑی کے حقیقی بھائی خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور حافظ محمد جاوید روپڑی کے چچازاد بھائی حافظ عبداللہ حسین روپڑی کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد 4 اپریل بروز اتوار کو اس دارفانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

مرحوم پیشہ تجارت کیساتھ مسلک اور ایک غریب پرور انسان تھے، انہوں نے ہمیشہ کتاب وسنت کو ہی اپنے لیے مشعل راہ بنایا۔ یہی وجہ تھی کہ سنت کے مقابلہ میں کسی بھی معمولی سی مداہنت کو پسند نہیں کرتے تھے اور مرحوم کو اپنے تایا محدث روپڑیؒ سے بھی مستفید ہونے کا شرف حاصل ہے اور وہ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں بطور مدرس بھی فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں وہ پیشہ تجارت کے ساتھ ساتھ مرکزی جامع مسجد عمر بن عبدالعزیز ڈیفنس اور جامع مسجد سبل السلام بہار کالونی کراچی میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے رہے۔

مرحوم ایک بہت بڑے عالم دین اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے والے اور کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنیوالے تھے۔ ان کی نماز جنازہ پروفیسر حافظ ثناء اللہ خاں کی اقتداء میں ادا کی گئی اور ان کو گلشن معمار کے قبرستان انجمن سلفیہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم نے سوگواران میں 10 بیٹے 4 بیٹیاں اور دو بیویاں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی لغزشوں سے صرف نظر کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور سوگواران خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

تفصیل آئندہ شمارہ میں ان شاء اللہ (ادارہ)

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

علوم عربیہ کی عظیم دینی درسگاہ

دارالحدیث اوکاڑا

میں داخلے کا سنہری موقع

مڈل پاس طلبہ کا داخلہ درس نظامی 6 سالہ کورس بمطابق نصاب وفاق المدارس السلفیہ پاکستان ہوگا اور نویں دسویں کا سالانہ امتحان ثانویہ عامہ، میٹرک منظور شدہ محکمہ تعلیم پنجاب ہوگا۔ان شاءاللہ

اسی طرح خاصہ، عالیہ، عالمیہ کا امتحان بشمول عصری علوم جاری رہے گا۔ادارہ میں بخاری شریف کا درس جاری ہے تمام کلاسوں میں داخلہ ہوسکتا ہے۔شعبہ تحفیظ القرآن میں پرائمری پاس، ناظرہ پڑھے ہوئے بچے جلد داخلہ لیں۔خوراک، رہائش، کتب ودیگر جملہ ضروریات بذمہ مدرسہ ہیں۔آپ اپنے بچوں کو دینی اور دنیاوی اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالحدیث کے پاکیزہ ماحول، قابل اساتذہ کی نگرانی میں جلد داخل کروا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

نئی پیش رفت: ادارہ میں پرائمری کلاس کا مستقل اجراء کیا جارہا ہے جس میں بچوں کی دینی تربیت کا خاص اہتمام ہوگا، ان شاءاللہ۔

الداعی الی الخیر: عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث ایم جناح روڈ اوکاڑہ 0312-4403173 /044-2521460

مولانا احمد الدین گکھڑویؒ کے متعلق ضروری اعلان

مولانا احمد الدین گکھڑوی مرحوم ومغفور جماعت اہلحدیث کے مشہور مقرر اور معروف مناظر تھے لیکن افسوس کہ ان کے مفصل حالات کہیں نہیں ملتے مجھے ان کے متعلق حسب ذیل معلومات درکار ہیں۔امید ہے کہ قارئین اس سلسلے میں مدد فرمائیں گے۔

1۔تاریخ ولادت، 2۔خاندانی پس منظر، 3۔اساتذہ، 4۔انکے مناظرے کی تفاصیل، 5۔خطابت کی ذمہ داری کہاں کہاں سرانجام دی، 6۔کہیں مدرسہ میں بھی رہے؟ جیسی دیگر معلومات کسی کو معلوم ہوں تو ضرور عنایت فرمادیں۔انتہائی مشکور رہوں گا۔ [محمد سلیم چنیوٹی، منیجر ہفت روزہ الاعتصام 31 شیش محل روڈ لاہور 0333-4611619]

1۔ **جامعہ رحمانیہ للن پور کے زیر اہتمام خطبات جمعۃ المبارک**

زیر سرپرستی: قاری محمد صادق رحمانی، ناظم جامعہ ہذا۔9 اپریل کا خطبہ جمعہ مولانا طاہر ضیاء قادری سابق حنفی بریلوی، 16 اپریل کا خطبہ جمعہ مولانا محمد اسماعیل ڈاھروی 23 اپریل کا خطبہ جمعہ مولانا حافظ عبداللہ ثاقب ارشاد فرمائیں گے۔ان شاءاللہ

2۔ **خواتین کا اجتماع**

23 اپریل بروز جمعۃ المبارک کو جامعہ رحمانیہ للبنات میں بیگم قاری محمد صادق رحمانی کی سرپرستی میں خواتین کا تبلیغی واصلاحی پروگرام منعقد ہورہا ہے۔اجتماع 9 بجے سے دوپہر 12 بجے تک جاری رہے گا جس میں مرید کے اور دیگر مقامات سے مبلغات تشریف لارہی ہیں۔

[حافظ خالد محمود صادق: 0321-9525689 / 0301-4671181]

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 13
23 ربیع الثانی ☆ 1431ھ
19 اپریل ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی : مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ آل عمران 7
اے اشکبارذرا دیکھ تو سہی 11
عربی زبان...... 12
دورہ صحیح مسلم پر ایک نظر 15
تبصرہ کتاب 18

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

الشیخ ابو رجال

زخم بھرنے سے رہے پھول کھلنے سے رہے

جون اور جولائی کی شدت ناک گرمی جب کہ گرمی تو مارچ میں ہی صورتحال کو تاؤ دے رہی ہے لوگوں کی معاشی صورتحال، ملک کی مجموعی صنعتی حالت اور تاجروں کی قوت برداشت کی آزمائش، جس کی ہلکی سی جھلک اسلام آباد والے مظاہروں میں نظر آ گئی تھی یہ کہہ کر جان نہیں چھڑائی جاسکتی کہ اس میں کالعدم تنظیمیں ملوث ہیں اور حکومت کرائے کے بجلی گھروں والے منصوبے کو اپنی انتہائی زبردست مجبوریوں کے باعث جاری رکھنے پر مجبور ہے یعنی بہتی گنگا میں ہاتھ دھونا مطلب یہ کہ اپنے بیرونی اکاؤنٹس کو ترقی دینا جس کی تازہ ترین نظیر اسی محکمہ کے وزیر صاحب کا بیرون ملک کروڑوں ڈالر کی ادائیگی اپنے مستقبل کی رہائشی سہولتوں کی خاطر کرنا شامل ہے پیپکو کے ایم ڈی صاحب کے بلند و بانگ دعوے ہوا کی نظر ہو گئے کہ جی دسمبر سے پہلے لوڈشیڈنگ ختم کر دی جائے گی۔ بات تو پھر وہی ہے کہ حسن اور حکومت سے کون جیت سکتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اقتدار آدمی کو نہیں بدلتا بلکہ اسے ظاہر کر دیتا ہے جب نیت ہی نہ ہو تو زخم بھرنے سے رہے پھول کھلنے سے رہے۔

پاکستان میں کوئلے کے وسیع ترین ذخائر موجود ہیں یعنی دنیا میں چھوتے نمبر پر ہے تقریباً 175 بلین ٹن جو 9000 مربع کلومیٹر میں پھیلے ہوئے ہیں جو کہ 618 بلین بیرل خام تیل کے برابر ہیں۔ 30 کھرب ڈالر کے لگ بھگ قیمت رکھتے ہیں اس کے صرف اگر 2 پرسنٹ حصہ کو استعمال کیا جائے تو چالیس سال تک ملک میں بجلی کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں ایران 6 سے 7 سینٹ کی لاگت پر 2200 میگاواٹ بجلی دینے کو تیار ہے ملائشیا کے حکمران مہاتیر محمد کا ایک مقولہ تھا جو چیز میرے ملک کا شہری ایک سال میں سیکھتا ہے وہ پاکستانی 6 میں سیکھ لیتا ہے پاکستان میں اچھی اور بری ہر طرح کی حکومتیں آتی جاتی رہیں مگر بجلی کی ضرورت کا احساس کرنے میں تمام حکومتیں بے خبر، بے عقل بلکہ غفلت کا شکار رہیں اور یہ ایسی غفلت تھی جس کا ارتکاب دیدہ دانستہ کیا گیا تھا اب اگر بجلی اور دیگر مسائل کو امریکہ نے ہی حل کرنا ہے تو پھر پاکستان میں حکومتوں کا کیا جواز ہے۔ پرویز اشرف صاحب بیان دے رہے ہیں کہ سالانہ 240 ارب کا نقصان صرف لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اب دوسری طرف ایران کی صورتحال دیکھیں وہاں حالانکہ ضرورت صرف 40000 میگاواٹ کی ہے جبکہ وہاں اس وقت 50000 میگاواٹ بجلی پیدا کی جا رہی ہے پھر بھی پچھلے دنوں ہزار میگاواٹ کے ڈیم کا افتتاح کر دیا گیا ہے اور ان کا پروگرام ہے اسے جلد از جلد ایک لاکھ میگاواٹ پر پہنچا دیا جائے اس کے علاوہ ایران آزربائیجان کو بھی بجلی دے

رہا ہے اسی طرح ترکی کے ساتھ 4000 میگاواٹ کا سمجھوتہ طے پا گیا ہے جبکہ ایران پاکستان کو بھی 35 میگاواٹ بجلی دے رہا ہے۔
دسمبر 2010ء کو رکمانڈر کوئٹہ ایران کے دورہ پر گئے اور ایرانی بجلی میں دلچسپی ظاہر کی اور 2007 میں لیاقت جتوئی ایران گئے بجلی کی درخواست کی تو 500 میگاواٹ کی درخواست کو منظور کر لیا گیا مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے گئے کہ جس میں تھا کہ 2009ء تک 1100 میگاواٹ بجلی مہیا کی جائے گی 100 میگاواٹ برائے گوادر اور 1000 میگاواٹ برائے نیشنل گریڈ دسمبر تک ایران نے اپنے حصے کا کام مکمل کر لیا اور سرحد کے قریب بوائنٹ ٹرانسمشن سسٹم بھی نصب کر دیا لیکن ہمیں یاد نہ رہا ترکی میں بجلی کا قحط نہیں مگر وہ آگے بیچنے کے چکر میں اور مستقبل کو دیکھتے ہوئے بجلی خرید رہا ہے اسی طرح ایران آرمینیا ترک مانستان اور افغانستان کو بجلی دے رہا ہے سلطنت اومان مگر بھی اس سلسلہ کے اندر ایک معاہدہ کے مطابق خلیج فارس میں زیرِ زمین ٹرانسمشن پر کام جاری ہے اس سلسلہ میں ہم اس وقت حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے درج ذیل مسائل کو نظرانداز کرنے پر مجبور ہیں۔

1۔ایران کے آئین میں لکھا ہے کہ صرف شیعہ مسلک والا ہی ولایت فقیہی ہوگا۔2۔ولایت فقیہی کے اختیارات۔3۔تہران میں اہل سنت کی کوئی مسجد نہیں۔
4۔ایران میں اہل سنت والجماعت کا آبادی کے لحاظ سے ملازمتوں میں حصہ اور اس پر عمل۔5۔ایران کی بحرین میں مداخلت۔6۔ایران کی سعودی عرب میں براستہ یمن مداخلت۔

ایرانی سفیر ماشاء اللہ شاکری مارے مارے پھر رہے ہیں کہ اس منصوبہ کے اندر آخر کونسی خامی ہے بیوروکریسی ملک کی تقدیر کے منصوبے میں آڑے کیوں آرہی ہے آدھی کپڑے کی انڈسٹری بنگلہ دیش منتقل ہو چکی ہے اور یہی حال رہا تو اور انڈسٹریاں ملک سے باہر منتقل ہو سکتی ہیں۔اسی بحران کی وجہ سے ملک کا ہر شعبہ، ہر شہری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا چاہے ہسپتالوں کے اپریشن تھیٹر سکول کالجز، یونیورسٹیز مدارس، دینی دنیاوی طلبہ، دیہاڑی دار طبقہ زراعت غرض کہ کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جس کو اس مرض سے نقصان نہ پہنچا ہو نتیجتاً فرسٹیشن بڑھتی چلی جائے گی لوگوں کے مزاجوں میں تبدیلی آتی چلی جائے گی برداشت کا مادہ کم ہوتا چلا جائے گا مالی حالات بگڑتے جائیں گے اور ملک طوائف الملوکی کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے گا انڈسٹریل صورتحال تباہی کا رخ اختیار کرے گی۔

پیداواری لاگت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا، ہمارے معیار کو پہلے بھی دنیا جانتی ہے اب کی بار منڈیوں میں رسائی کا تصور ہی محال ہوگا۔زرِ مبادلہ کے ذخائر گرتے چلے جائیں گے رہی سہی کسر انڈین حکومت کا واٹر ایٹک پورا کر دے گا۔ایسے حالات میں جبکہ امریکہ ہاتھ پکڑانے کو تیار نہیں ہے محض 125 ملین ڈالر پر سودے بازی کرنا چاہتا ہے جبکہ 55 ارب ڈالر سے زیادہ کا نقصان ہو چکا ہے اور سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی دور کے خواب ہیں وہ تو ڈرون ٹیکنالوجی کے بارے میں سنجیدہ نہیں حالانکہ پاکستان کے حالات ایک چوراہے پر پہنچ چکے ہیں ان میں صرف ایک ہی راستہ عزت کی طرف جاتا ہے اور وہ ہے محمد ﷺ کا راستہ، آپ ﷺ کی سیاسی بصیرت سے راہنمائی اسی میں ہماری بقاء ہے آپ کی خودداری سے سبق اسی میں ہماری عزت ہے آپ ﷺ کی حکمت عملی کی اطاعت اسی میں شان وشوکت ہے اگر اس دور میں قیصر وکسریٰ تھا تو آج یورپ اور امریکہ ہیں اس دور میں منافقت تھی اس دور میں انکار حدیث ہے اس دور میں صلح حدیبیہ تھا تو اس دور میں صلح حدیبیہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ ہمیں آج بھی صلح حدیبیہ کی ضرورت ہے۔جس میں خاتم المرسلین کی سیاسی راہنمائی ہمارے لیے کافی ہے ہمیں کسی اور آئین کی ضرورت نہیں لیکن دوسری طرف شکر کا کلمہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ اقتدار کے چاہنے والے بڑے لمبے جھگڑوں کے بعد، بڑے اندھیروں کے بعد آخر سویروں میں آہی گئے کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے بالآخر 18 ترمیم پر اختلاف کا خاتمہ ہوا خیبر پختون خوا کا نام ''ق'' لیگ کے اختلاف کے باوجود منظوری کی آزمائشوں سے گزر گیا اور اسی طرح کمشن کے معاملے میں پڑنے والے اختلاف کو خیر اسلوبی سے حل کر لیا گیا۔

بات اب یہ ہے کہ موجودہ حالات میں ایک طرف بجلی کا بحران ہے دوسری طرف انڈیا کا شیطان ہے یعنی بھارت کا خبث باطن اور اس کا روحانی باپ امریکہ ہے اس کے ساتھ تعلقات کو کسی مناسب معیار پر قائم کرنا۔اب جبکہ امریکہ افغانستان سے اپنی جان چھڑانا چاہتا ہے مختلف قسم کے حیلے اور ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے ہمیں اس کا دست بازو بننے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے اپنے مفادات ہیں یعنی اپنے دینی مفادات نہ کہ سوئس مفادات چاہے کوئی گیلانی ہو، چاہے کوئی زرداری ہو، میڈیا بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا کہ مصداق کے مطابق اپنے دل کی تمام حسرتیں پوری کرنے پر تلا ہوا ہے دین تقاضے جن باتوں کا تقاضا کرتے ہیں میڈیا ان کے خلاف چل رہا ہے ہر وقت لڑکیوں کے بھاگنے کی خبریں، بریکنگ نیوز کی شکل میں اچھالنا اور شادی بیاہ کے معاملات کو ایسے پیش کرنا کہ جیسے بہت بڑی جہادی فتح حاصل کر لی گئی قیادت کو مخلص ہونا منافق نہیں، وفادار ہونا چاہیے غدار نہیں، آزاد ہونا چاہیے غلام نہیں، پاکستانی عوام کے مفادات کا خیر خواہ ہونا چاہیے، امریکہ کے مفادات کا نہیں، دلیر ہونا چاہیے بزدل نہیں، صبر کرنے والا ہو عیاش نہیں، بلکہ خزانہ بھرنے والا ہو لوٹنے والا نہیں، دین کا دوست ہو دشمن نہیں، محمد ﷺ کا غلام ہو، امریکہ کا نہیں۔

ضروری اعلان

2 اپریل کا شمارہ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر شائع نہ ہو سکا، جس کے لیے ادارہ معذرت خواہ ہے۔قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

مفتی عبید اللہ خاں عفیف
صدر مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور
دار الافتاء مسجد امۃ العزیز رحمت ٹاؤن، فیصل آباد

وحی اور اس کی حقیقت

سوال: مفتی محمد عبید اللہ عفیف صاحب، وحی کی ضرورت اور اس کی اقسام کتنی ہیں اور کیا کیا ہیں؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: نوید احمد بھٹی

الجواب بعون الوہاب: قرآن کریم چونکہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ پر وحی کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے وحی کے بارے میں چند باتیں ضرور سمجھ لینی چاہییں۔

وحی کی ضرورت: ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے اور اس کے ذمہ کچھ فرائض عائد کر کے پوری کائنات کو اس کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ لہٰذا دنیا میں آنے کے بعد انسان کے لیے دو کام ناگزیر ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اس کائنات سے اور اس میں پیدا کی ہوئی اشیا سے ٹھیک ٹھاک کام لے اور دوسرے یہ کہ اس کائنات کو استعمال کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے احکام کو مدنظر رکھے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔ ان دونوں کاموں کے لیے انسان کو علم کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کائنات کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی کون سی چیز کے خواص کیا ہیں ان سے کس طرح فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے؟ اس وقت تک وہ دنیا کی کوئی بھی چیز اپنے فائدے کے لیے استعمال نہیں کر سکتا، نیز جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے؟ وہ کون سے کاموں کو پسند اور کن کو ناپسند فرماتا ہے۔ اس وقت تک اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا ممکن نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ تین چیزیں ایسی مہیا کیں ہیں، جن کے ذریعہ سے اسے مذکورہ باتوں کا علم ہوتا ہے۔ ایک انسان کے حواس یعنی آنکھ، کان، منہ اور ہاتھ، پاؤں دوسرے عقل اور تیسرے وحی، چنانچہ انسان کو بہت سی باتیں، اپنے حواس کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں۔ بہت سی عقل کے ذریعہ اور جو باتیں ان دونوں ذرائع سے معلوم نہیں ہو سکتیں، ان کا علم وحی کے ذریعے عطا کیا جاتا ہے۔

علم کے ان تینوں ذرائع میں ترتیب کچھ ایسی ہے کہ ہر ایک کی خاص حد اور مخصوص دائرہ کار ہے جس کے آگے وہ کام نہیں دیتا۔ چنانچہ جو چیزیں انسان کو اپنے حواس سے معلوم ہو جاتیں ہیں، ان کا علم نری عقل سے نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک دیوار کو آنکھ سے دیکھ کر آپ کو یہ علم ہو جاتا ہے کہ اس کا رنگ سفید ہے، لیکن اگر آپ اپنی آنکھوں کو بند کر کے صرف عقل کی مدد سے اس دیوار کا رنگ معلوم کرنا چاہیں تو یہ ناممکن ہے اسی طرح جن چیزوں کا علم عقل کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے وہ صرف حواس سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً آپ صرف آنکھوں سے دیکھ کر یا ہاتھوں سے چھو کر یہ پتہ نہیں لگا سکتے کہ اس دیوار کو کسی انسان نے بنایا ہے، بلکہ اس نتیجہ تک پہنچنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے۔ غرض جہاں تک حواس خمسہ کام دیتے ہیں وہاں تک عقل کوئی رہنمائی نہیں کرتی اور جہاں حواس خمسہ جواب دے دیتے ہیں۔ وہیں سے عقل کا کام شروع ہو جاتا ہے، لیکن اس عقل کی رہنمائی بھی غیر محدود نہیں ہے۔ یہ بھی ایک حد پر جا کر رک جاتی ہے اور بہت سی باتیں ایسی ہیں، جن کا علم نہ حواس کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے اور نہ عقل کے ذریعے، مثلاً ایسی دیوار کے بارے میں معلوم کرنا کہ اس کو کس طرح استعمال کرنے سے اللہ راضی اور کس طرح استعمال کرنے ناراض ہوگا۔ یہ نہ حواس کے ذریعہ ممکن ہے نہ عقل کے ذریعے اس قسم کے سوالات کا جواب انسان کو دینے کے لیے جو ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے اس کا نام ہے وحی، اور اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب فرما کر اسے اپنا پیغمبر قرار دیتا ہے اور اس پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے، اس کلام کو وحی الٰہی کہا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ وحی انسان کے لیے وہ اعلیٰ ترین ذریعہ علم ہے جو اسے اس کی زندگی سے متعلق ان سوالات کا جواب مہیا کرتا ہے، جو عقل اور حواس کے ذریعہ سے حل نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان کا علم حاصل کرنا اس کے لیے ضروری ہے اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ صرف عقل اور مشاہدہ انسان کی رہنمائی کے لیے کافی نہیں، بلکہ اس کی ہدایت کے لیے وحی الٰہی ایک ناگزیر ضرورت ہے اور چونکہ بنیادی طور پر وحی کی ضرورت پیش ہی اسی جگہ آتی ہے۔ جہاں عقل کام نہیں دیتی۔ اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وحی کی ہر بات کا ادراک عقل سے ہی ہو جائے، بلکہ جس طرح کسی چیز کا رنگ معلوم کرنا عقل کا کام نہیں، بلکہ حواس کا کام ہے۔ اسی طرح بہت سے دینی عقائد کا علم حاصل کرنا بھی عقل کے بجائے وحی کا منصب ہے اور ان کے ادراک کے لیے نری عقل پر بھروسہ کرنا درست نہیں، جو شخص (معاذ اللہ) اللہ کے وجود ہی کا قائل نہ ہو اس سے تو وحی کے مسئلہ پر بات کرنا بالکل بے سود ہے، لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت کاملہ پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے وحی کی عقلی ضرورت اس کے امکان اور حقیقی وجود کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں، اگر آپ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کائنات ایک قادر مطلق نے پیدا کی ہے، وہی اس کے مربوط اور مستحکم نظام کو اپنی حکمت بالغہ سے چلا رہا ہے، اور اسی نے انسان کو کسی خاص مقصد کے تحت یہاں بھیجا ہے، تو پھر یہ

کیسے ممکن ہو کہ اس نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اسے بالکل اندھیرے میں چھوڑ دیا ہو اور اسے یہ تک نہ بتایا ہو کہ وہ کیوں اس دنیا میں آیا ہے؟ یہاں اس کے ذمہ کیا فرائض ہیں؟ اس کی منزل مقصود کیا ہے اور کس طرح اپنے مقصد زندگی کو حاصل کر سکتا ہے؟ کیا کوئی شخص جس کے ہوش وحواس سلامت ہوں ایسا کر سکتا ہے کہ اپنے کسی نوکر کو ایک خاص مقصد کے تحت کسی سفر پر بھیج دے اور اسے نہ چلتے وقت سفر کا مقصد بتائے اور نہ بعد میں کسی پیغام کے ذریعہ سے اس پر واضح کرے کہ اسے کس کام کے لیے بھیجا گیا ہے؟ اور سفر کے دوران اس کی ڈیوٹی کیا ہوگی؟ جب ایک معمولی عقل کا انسان بھی ایسی حرکت نہیں کر سکتا تو آخر اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں یہ تصور کیسے ہو سکتا ہے؟ جس کی حکمت بالغہ سے کائنات کا یہ سارا انتظام چل رہا ہے۔ یہ آخر کیسے ممکن ہے کہ جس ذات نے چاند، سورج، زمین، ستاروں اور سیاروں کا ایسا محیر العقول نظام پیدا کیا ہو، وہ اپنے بندوں تک پیغام رسانی کا کوئی ایسا نظام بھی نہ کر سکے، جس کے ذریعہ انسانوں کو ان کے مقصد زندگی سے متعلق ہدایات دی جاسکیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ پر ایمان ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس نے اپنے بندوں کو اندھیرے میں نہیں چھوڑا، بلکہ ان کی رہنمائی کے لیے کوئی باقاعدہ نظام ضرور بنایا ہے، بس رہنمائی کے اسی باقاعدہ نظام کا نام وحی ورسالت ہے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وحی محض ایک دینی اعتقاد ہی نہیں بلکہ ایک عقلی ضرورت ہے جس کا انکار درحقیقت اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا انکار ہے۔

وحی رسالت کا یہ مقدس سلسلہ سرکار دو عالم ﷺ پر ختم ہو گیا اب کسی انسان پر نہ وحی نازل ہوگی اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ پر مختلف طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حارث بن ہشامؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو مجھے گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وحی کی یہ صورت میرے لیے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ پھر جب یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے تو جو کچھ اس آواز نے کہا ہوتا ہے وہ مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے اور کبھی فرشتے میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں آجاتا ہے (صحیح بخاری)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے وحی کی آواز کو گھنٹیوں کی آواز سے جو تشبیہ دی ہے۔ شیخ محی الدین عربی نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ایک تو وحی کی آواز گھنٹی کی طرح مسلسل ہوتی ہے اور بیچ میں ٹوٹتی نہیں، دوسرے گھنٹی جب مسلسل بجتی ہے تو عموماً سننے والے کو اس کی آواز کی سمت متعین کرنا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی آواز ہر جہت سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور کلام الٰہی کی بھی یہی خصوصیت ہے کہ اس کی کوئی ایک سمت نہیں ہوتی بلکہ ہر جہت سے آواز سنائی دیتی ہے۔ اس کیفیت کا صحیح ادراک تو بغیر مشاہدہ کے ممکن نہیں، لیکن اس بات کو عام ذہنوں سے قریب کرنے کے لیے آپ ﷺ نے اسے گھنٹیوں سے تشبیہ دی ہے (فیض الباری)

جب اس طریقہ سے آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر بہت زیادہ بوجھ پڑتا تھا۔ حضرت عائشہؓ اسی حدیث کے آخر میں فرماتی ہیں کہ میں نے سخت جاڑوں کے دن میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھی ہے۔ ایسی سردی میں بھی جب وحی کا سلسلہ ختم ہوتا، تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینہ سے شرابور ہو چکی ہوتی تھی۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کا سانس رکنے لگتا، چہرہ انور متغیر ہو کر کھجور کی شاخ کی طرح زرد پڑ جاتا، سامنے کے دانت سردی سے کپکپانے لگتے اور آپ ﷺ کو اتنا پسینہ آتا کہ اس کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے تھے۔ (الاتقان ۴۶/۱)

وحی کی اس کیفیت میں بعض اوقات اتنی شدت پیدا ہوتی کہ آپ ﷺ جس جانور پر اس وقت سوار ہوتے، وہ آپ کے بوجھ سے دب کر بیٹھ جاتا اور ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنا سر اقدس حضرت زید بن ثابت کی ران پر رکھا ہوا تھا کہ اسی حالت میں وحی نازل ہونا شروع ہو گئی، سے حضرت زیدؓ کی ران پر اتنا بوجھ پڑا کہ وہ ٹوٹنے لگی (زادالمعام ۸/۹)

بعض اوقات اس وحی کی ہلکی ہلکی آواز دوسروں کو بھی محسوس ہوتی تھی، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کے قریب شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز سنائی دیتی تھی (تبویب مسند احمدؒ کتاب السیرۃ النبویہ ۲۱۲/۲۰)

☆وحی کی دوسری صورت یہ تھی کہ فرشتہ کسی انسانی شکل میں آپ ﷺ آکر اللہ کا پیغام پہنچا دیتا تھا۔ ایسے مواقع پر عموماً حضرت جبرائیل علیہ السلام مشہور صحابی حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے، البتہ بعض اوقات کسی دوسری صورت میں بھی تشریف لائے ہیں، بہرکیف جب حضرت جبرائیل انسانی شکل میں وحی لے کر آتے تو نزول وحی کی یہ صورت آپ ﷺ کے لیے سب سے آسان ہوتی تھی۔ (الاتقان ۴۶/۱)

☆وحی کی تیسری صورت یہ تھی کہ حضرت جبرائیل کسی انسان کی شکل اختیار کیے بغیر اپنی اصلی صورت میں دکھائی دیتے تھے، لیکن ایسا آپ ﷺ کی تمام عمر میں صرف تین مرتبہ ہوا ہے۔ ایک مرتبہ اس وقت جب آپ ﷺ نے خود حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھنے کی خواہش ظاہر کی، دوسری مرتبہ معراج میں اور تیسری بار نبوت کے بالکل ابتدائی زمانے میں مکہ مکرمہ کے مقام اجیاد پر پہلے دو واقعات تو صحیح مسند سے ثابت ہیں، البتہ آخری واقعہ سنداً کمزور ہونے کی وجہ سے مشکوک ہے (فتح الباری ۱۸،۱۹/۱)

☆چوتھی صورت براہ راست اور بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کی ہے۔ یہ شرف آنحضرت ﷺ کو بیداری کی حالت میں صرف ایک بار یعنی معراج کے وقت حاصل ہوا ہے۔ البتہ ایک مرتبہ خواب میں بھی آپ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے (الاتقان ۴۶/۱)

☆وحی کی پانچویں صورت یہ تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کسی بھی صورت میں سامنے آئے بغیر آپ ﷺ کے قلب مبارک میں کوئی بات القاء فرما دیتے تھے۔ اسے اصطلاح میں نفث فی الروع کہتے ہیں۔

☆..........☆..........☆

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 22) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (40) قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَّاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِىِّ وَالْاِبْكَارِ (41)

(حضرت زکریا نے) کہا! اے میرے پروردگار! میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہوگا؟ میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اور میری بیوی بانجھ ہے فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے کر گزرتا ہے۔ [40] (حضرت زکریا نے) عرض کی اے میرے پروردگار! میرے لیے اسکی کوئی نشانی مقرر فرما دیجیے، فرمایا نشانی یہ ہے کہ تو تین دن تک صرف اشاروں سے لوگوں کے ساتھ بات کر سکے گا تو اپنے رب کا کثرت سے ذکر کر اور صبح و شام اسکی تسبیحات بیان کرتا رہ [41]

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u>

غُلٰمٌ: لڑکا۔

بَلَغَنِىَ: مجھے پہنچ چکا ہے۔

الْكِبَرُ: بڑھاپا۔

عَاقِرٌ: بانجھ۔

اٰيَةً: نشانی، علامت۔

رَمْزًا: اشارہ۔

الْعَشِىِّ: شام۔

الْاِبْكَارِ: صبح۔

<u>ماقبل سے مناسبت:</u>

اس سے قبل حضرت زکریا کی قبولیت دعا اور بیٹے کی خوشخبری کا ذکر ہے ان آیات میں حضرت زکریا اپنے خالق و مالک سے اطمینان قلب کے لیے اس خوشخبری کی تکمیل پر دلائل طلب کر رہے ہیں کیونکہ ظاہری اسباب اس خوشخبری کی تکمیل کے منافی تھے۔

<u>التوضیح:</u>

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ۔

اللہ تعالیٰ نے جب زکریا کی دعا کو شرف قبولیت بخشا تو انہوں نے ظاہری اسباب کو دیکھتے ہوئے اس پر تعجب کیا۔ کیونکہ انسانی فطرت جب بھی ظاہری اسباب کے خلاف کسی کام کو دیکھتی ہے تو اس پر تعجب کیے بغیر نہیں رہتی اور بسا اوقات انسان ان ظاہری اسباب پر انحصار کرتے ہوئے خلاف قانون وخلاف عقل چیز کا کلی طور پر انکار بھی کر دیتا ہے حالانکہ ہر چیز اور تمام ظاہری اسباب مشیت الٰہی کے تابع ہوتے ہیں اور مشیت الٰہی تمام قسم کے قیود سے آزاد اور بالاتر ہوتی ہے کیونکہ حضرت زکریا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے اور انبیاء کا مشیت الٰہی پر یقین کامل ہوتا ہے اس لیے انہوں نے ظاہری اسباب کے ختم ہو جانے کے باوجود بھی اپنے مالک سے ہی نیک اولاد کا سوال کیا تھا قبولیت دعا کے بعد انہوں نے صرف اپنے ایمان کی زیادتی کے لیے اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور ظاہری اسباب کے خاتمے کا اقرار کرتے ہوئے کچھ علامات کا سوال کیا تھا۔

<u>سوال کرنے کی وجہ:</u>

حضرت زکریا کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا یہ کسی شک وشبہ کی بنیاد پر نہ تھا بلکہ وہ اس سوال سے اپنی اور اور بیوی کی کیفیت معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ہماری حالت یہی رہے گی یا اس میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنی حالت پر قائم رہو گے۔

<u>ظاہری اسباب:</u>

اللہ تعالیٰ نے افزائش نسل کے لیے خاوند اور بیوی کا ہر لحاظ سے

صحت مند ہونا ظاہری اسباب میں رکھا ہے یہی وجہ تھی کہ زکریاؑ ان ظاہری اسباب کے خاتمے (اپنے بڑھاپے اور بیوی بانجھ ہونے) کا اعتراف کھلے دل سے کر رہے تھے کیونکہ وہ توحید کا پیکر تھے اور اس بات کو وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ظاہری اسباب کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

حضرت زکریاؑ کی عمر:

بوقت دعا حضرت زکریاؑ کی عمر کے متعلق مفسرین کا اختلاف ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیٹے کی خوشخبری ملنے کے وقت حضرت زکریاؑ کی عمر 120 سال اور ان کی زوجہ کی عمر 98 سال تھی۔

[تفسیر الخازن ج 1ص 243]

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا.

حضرت زکریاؑ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر بجالاتے تھے تو جب انہیں بیٹے کی بشارت ملی تو انہیں مزید اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجا لانے کی طمع پیدا ہوئی اس لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نشانی طلب کی تا کہ وہ نشانی کے ملتے ہی اللہ تعالیٰ کا مزید شکر ادا کر سکیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو نشانی بھی ایسی عطا کی جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور تسبیح پر مشتمل تھی یعنی وہ تین دن تک لوگوں سے کلام نہیں کر سکیں گے بلکہ ان سے گفتگو اشاروں کے ساتھ ہی کریں گے اور صرف اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، ذکر اور تسبیح ہی زبان سے ادا کر سکیں گے۔

اشارے کا کلام کے قائم مقام ہونا:

جب انسان کلام کرنے سے معذور ہو تو اس کا اشارہ کلام کے قائم مقام ہوگا: ان جارية كان عليها أوضاح لها فرضخ رأسها يهودي بحجر فدخل عليها رسول الله ﷺ وبها رمق فقال لها (من قتلك ؟فلان قتلك فقالت لا برأسها) قال: من قتلك؟ فلان قتلك فقالت لا برأسها قال فلان قتلك ؟فقالت نعم برأسها فامر به رسول الله ﷺ فقتل بين حجرين .

ایک لڑکی پاؤں میں زیور پہنے ہوئی تھی کہ ایک یہودی نے پتھر کے ساتھ اس کا سر کچل ڈالا رسول اللہ ﷺ اس لڑکی کے پاس تشریف لائے ابھی وہ سانس لے رہی تھی تو آپ ﷺ نے اسے کہا کہ تجھے فلاں نے قتل کیا؟ تو اس نے سر کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے کہا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک اور آدمی کا نام لیا تو اس نے اشارے کے ساتھ بتلایا کہ یہ بھی میرا قاتل نہیں، پھر آپ ﷺ نے ایک اور آدمی کا نام لیا تو اس نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں یہی میرا قاتل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس (قاتل) کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دینے کا حکم دیا۔

[سنن ابی داود للالبانی كتاب الديات باب يقاد من القاتل ص 817رقم الحديث :4529]

بنی اسرائیل اور روزہ:

بنی اسرائیل دو طرح کے روزے رکھتے تھے ایک تو جسے عرف عام میں روزہ کہا جاتا ہے اور کبھی کبھار وہ کسی انسان سے بات نہ کرنے کو بھی روزہ ہی تصور کرتے تھے۔ جیسے حضرت مریم نے کہا تھا:

''انی نذرت للرحمن صوما فلن اكلم اليوم انسيا''

کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس طرح نذر مانی ہے کہ میں آج کسی انسان سے ہم کلام نہیں ہوں گی [مریم:16]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دوران خطبہ ایک شخص کو دھوپ میں کھڑے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ یہ ابو اسرائیل ہے اور اس نے نذر مانی ہے کہ دھوپ میں ہی کھڑا رہے گا نہ تو سایہ دار جگہ میں آئے گا اور نہ کسی سے کلام کرے گا اور وہ روزہ رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بات کرے، سایہ میں آکر بیٹھ جائے اور اپنے روزے کو مکمل کرلے۔

[صحيح بخاری كتاب الايمان والنذر باب النذر وفي مالا يملك ج 6ص 2664 رقم الحديث: 6326]

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ.

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی زکریاؑ کو صبح وشام بکثرت اپنا ذکر کرنے کی تلقین فرمائی حقیقت میں یہ ذکر ظاہری اسباب کے ختم ہوجانے کے باوجود ملنے والی نعمت کا شکر تھا۔ ذکر الٰہی ایک بہترین عبادت ہے اور اسی کی وجہ سے انسان کے دل کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس عمل کے بارے میں خبر نہ دوں جو اعمال میں سب سے افضل ہے اور جو تمہارے بادشاہ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پاکیزہ ہے اور جو تمہارے درجات کو بلند کرنے والا ہے اور جو تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر اور دشمن کے سامنے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر اپنی گردنیں کٹوانے اور انکی گردنیں کاٹنے سے بھی بہتر ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی اے اللہ

کے رسول ﷺ کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

[ترمذی ابواب الدعوات ج 9 ص 76 رقم الحدیث: 3378]

ذکر کی اقسام: ذکر کی دو قسمیں ہیں۔

1۔عام ذکر: جس میں تمام عبادات شامل ہیں۔

2۔خاص ذکر:

اس سے مراد وہ اذکار یا دعائیں ہیں جن کے الفاظ کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوں ان کی تعداد اور اوقات متعین ہوں۔مثلاً فرض نماز کے بعد مسنون اذکار، صبح وشام کے اذکار مختلف مواقع کی خاص دعائیں۔

صبح وشام کے چند مسنون اذکار:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے سید الاستغفار یعنی یہ دعا (درج ذیل) شام کے وقت پڑھی یقین قلب کے ساتھ تو اگر وہ اس رات فوت ہو گیا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے صبح کے وقت یہ دعا یقین قلب کے ساتھ پڑھی اور وہ فوت ہو گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔

"اللھم انت ربی لاالٰہ الاانت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک مااستطعت اعوذبک من شر ماصنعتہ ابوء لک بعمتک علی وابوء لک بذنبی فاغفرلی اللہ لایغفر الذنوب الاانت"

اے اللہ تو ہی میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، میں تیرا بندہ ہوں اور عہد اور وعدے (توحید، اطاعت وغیرہ) پر حسب استطاعت قائم ہوں میں اپنی برائیوں کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، مجھ پر جو آپ کے انعامات ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں آپ مجھے بخش دیجیے یقیناً آپ کے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔

[سنن نسائی کتاب الاستعاذہ باب الاستعاذۃ من شرما صنع ص 832 رقم الحدیث: 5522 للالبانی]

2۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے 100 مرتبہ صبح اور 100 مرتبہ شام کو پڑھا سبحان اللہ وبحمدہ اللہ تعالیٰ (ہر قسم کے نقص وعیب سے) پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ" اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔[صحیح الترغیب والترھیب کتاب النوافل باب الترغیب فی آیات واذکار بقولھا اذا اصبح ج 1 ص 413 رقم الحدیث: 653]

3۔حضرت صنیذڑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھی میں اسے گارنٹی اور ضمانت دیتا ہوں کہ میں اسے روز قیامت اپنے ہاتھ سے پکڑ کر ضرور (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) جنت میں داخل کروں گا۔" رضیت باللہ رباو بالاسلام دینا وبحمد نبیا" میں اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔

[صحیح الترغیب والترھیب کتاب النوافل باب فی آیات واذکار یقولھا اذا اصبح ج 1 ص 415 رقم الحدیث: 661]

4۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو (درج ذیل) دعا پڑھنے کی بہت تاکید سے نصیحت فرمائی۔یاحی یاقیوم برحمتك استغیث اصلح لی شانی کلہ ولاتکلنی الی نفسی طرفة عین ۔ اے زندہ اور قائم رہنے والے میں تجھ سے تیری رحمت کے حصول کی التجا کرتی ہوں تو میرے ہر کام کو سدھار دے اور مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میری جان کے سپرد نہ کرنا۔

[صحیح الترغیب والترھیب کتاب النوافل باب فی آیات واذکار ج 1 ص 417 رقم الحدیث: 661]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صبح وشام تین تین مرتبہ (درج ذیل) دعا پڑھی اسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولافی السماء وھوالسمیع العلیم۔

میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کہ جس (ذات) کا نام لینے کی وجہ سے زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔[سنن ابی داود کتاب الادب باب مایقول اذا اصبح ص 920 رقم الحدیث: 5088 للالبانی]

نوٹ:

مذکورہ اذکار کے علاوہ اور بھی بہت سے اذکار صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔تفصیل کے لیے کتب احادیث ملاحظہ فرمائیں اور ذکر الٰہی سے اپنے سینوں کو تسکین پہنچائیں اور نور ہدایت سے منور کریں۔

ذکر الٰہی کے فوائد:

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے فوائد وثمرات تو بے شمار ہیں لیکن ہم چند کا یہاں ذکر کرتے ہیں۔

آیات سے اخذ شدہ مسائل:

1۔جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے اللہ تعالیٰ بھی (ہر دکھ تکلیف میں) اسے یاد رکھتا ہے۔[البقرہ آیت:28]

2۔ذکر الٰہی سے دلوں کو سکون واطمینان ملتا ہے۔[الرعد آیت:152]

3 ذکر الٰہی سے ہی شیطانی وسوسوں سے بچنا ممکن ہے۔[الاعراف:200]

4۔اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے ذات باری تعالیٰ کی مدد نصیب ہوتی ہے۔
[صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبة باب الحث علی ذکر الله تعالیٰ رقم الحدیث:2675]

5۔اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رونا عرش الٰہی کے سایہ کے حصول کا ذریعہ ہے۔
[صحیح بخاری کتاب الجماعة باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاہ فضل المساجد ج1ص 234 رقم الحدیث:629]

6۔اللہ تعالیٰ کا ذکر قلب مومن کو زندگی بخشتا ہے۔
[صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین باب استحباب صلاة النافلة ج 3ص 56رقم الحدیث:777]

7۔اللہ تعالیٰ کا ذکر روز قیامت ترازو کو اجر وثواب سے بھر دے گا۔
[صحیح مسلم کتاب الطهارة باب فضل الوضوء ج 2ص 80 رقم الحدیث:223]

آیات مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

1۔اللہ تعالیٰ ظاہری اسباب کے بغیر بھی جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

2۔انسان ہر چیز میں فطری طور پر ظاہری اسباب کی طرف دیکھتا ہے۔

3 ظاہری اسباب کے بغیر انسان کو کسی چیز کا حصول تعجب میں مبتلا کر دیتا ہے

4۔ہر کام مشیت الٰہی سے کے تابع ہوتا ہے۔

5۔اطمینان قلب کے لیے علامت طلب کرنا خلاف فطرت نہیں۔

6۔انسان جب کلام کرنے پر قدرت نہ رکھے تو اشارہ اس کی کلام کے قائم مقام ہوتا ہے۔

7۔انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا چاہیے کیونکہ یہی ذکر انسان کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بنانے اور اس کے میزان کو اجر وثواب سے بھر دینے والا ہے۔

بقیہ: اے اشکِ بار ذرا دیکھ تو سہی

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ رب العزت نے: ولن ترضی عنک الیهود ولا النصاری حتی تتبع ملتهم۔[البقرہ:] یہود ونصاریٰ آپ سے کبھی خوش نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تم ان کے دین کی پیروی نہ کرلو۔

صورتِ حال یہ ہے کہ بھارت نے پاکستان کے خلاف آبی دہشت گردی شروع کر رکھی ہے، مگر ہلیری کلنٹن کہتی ہے کہ اس معاملے میں بھارت پر دباؤ نہیں ڈالا جا سکتا۔

الکفر ملة واحدة. کافر ایک دوسرے کا کس طرح ساتھ دیتے ہیں۔ پاکستان نے اپنی زمین کو امریکہ کی خاطر کھنڈرات میں تبدیل کر دیا، لیکن امریکہ پاکستان پر اعتماد کرنے کو تیار نہیں۔ ہلیری کلنٹن کا کہنا ہے کہ جب تک دونوں ملکوں کے بیوروکریسی عمل نہیں کرے گی، اسٹریٹجک مذاکرات کا کوئی فائدہ نہیں۔ شاید اسی لیے پاک فوج کے سربراہ نے امریکہ جانے سے قبل پاکستان کے بیوروکریٹس کا اجلاس GHQ میں طلب کیا تھا۔

دراصل امریکہ پاکستان کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے اور ہمارے حکمران اس کی گود میں ہیں۔ جیسے وہ کہتا ہے، کرتے چلے جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے فرمایا: ودو ما عنتم. وہ پسند کرتے ہیں کہ تمہیں دکھ پہنچے۔ وما تخفی صدورهم اکبر[آل عمران]
اور جو منصوبے ان کے دل میں چھپے ہوئے وہ بہت بڑے ہیں۔

امریکی خنزیر اہل اسلام کے جگر کو چھلنی کرنے پر تلا ہوا ہے اور ملت اسلامیہ کو ڈنگ پہ ڈنگ مارے جا رہا ہے۔ ہمارے حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ہمارے حکمران تو اس قدر بے حس ہیں کہ ہلال قائداعظم دیا تو امریکی نائب صدر کو۔ لوڈشیڈنگ ختم کرنے، روزگار مہیا کرنے، ڈرون حملے برداشت نہ کرنے کے وعدے کیے گئے اور یہ بھی کہا کہ امریکی ڈکٹیشن قابل قبول نہیں۔ کبھی کہا کہ ہم اپنی خود مختاری کا سودا نہیں کریں گے۔ یہ تمام اجتماعی جھوٹ حکمرانوں نے بار بار بولے اور ان کی کوئی پابندی نہیں کی۔ ہمارے حکمران امریکہ سے جتنا بھی مفاد اٹھا لیں جس ملک کو لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا اسی زمین پر یہ غداری اور اللہ کے قرآن کی مخالفت ("لا تتخذوا الیهود والنصاری" کہ یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔) ہو رہی ہے۔ ملکی معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ آخر ہمارے حکمرانوں کو اس بات کا خیال کیوں نہیں آتا۔

اے اشکِ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اے اشکِ بار ذرا دیکھ تو سہی

عبداللطیف حلیم

پاکستان اور پوری قوم شدید بحرانوں سے گزر رہی ہے اور ہمارے حکمران قوم کو بحرانوں سے نکالنے میں نااہل ثابت ہو چکے ہیں۔ ان کی امیدیں غیروں سے وابستہ ہیں، سید یوسف رضا گیلانی نے واشنگٹن کے قصر سفید کی طرف منہ کر کے دہائی دی ہے کہ ہماری بتیاں روشن کرو جبکہ چین، پاکستان کو آدھی قیمت پر بجلی دینے کو تیار ہے، آخر امریکہ سے مفاد وابستہ ہے کہ بار بار ان سے امید کی جاتی ہے کہ اور درخواست کیوں کرتے ہیں؟ راجہ پرویز اشرف کا بیان ہے کہ بجلی کے بحران کے باعث سالانہ 240 ارب روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔

چیئرمین واپڈا شکیل درانی نے کہا کہ فی الحال شہروں میں 8 اور دیہات میں 10 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ جاری ہے۔

ہمارے حکمرانوں اور منصوبہ سازوں کو بحران کی وسعت اور گہرائی کا پورا پورا اندازہ ہے لیکن وہ اس بحران کو دور کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ایران وافر بجلی پیدا کرنے والے ممالک میں سرفہرست ہے، آج ایران 55 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کر رہا ہے، سات کروڑ بجلی آبادی کا کوئی گھر ایسا نہیں جہاں بجلی نہیں پہنچی۔ ایران کے پاس 10 ہزار میگاواٹ بجلی فالتو ہے۔ ایرانی حکومت کا عزم ہے کہ آئندہ برس دوران بجلی کی پیداوار میں مزید پچاس ہزار میگاواٹ کا اضافہ ہو جائے گا۔ ظاہری سی بات ہے کہ ایران اپنے پڑوسی ممالک کو وافر بجلی فروخت کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔

2008ء میں ایرانی وزیر برقیات پرویز فتاح پاکستان تشریف لائے، اسلام آباد میں ایران اور پاکستان کے درمیان مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط ہوئے کہ 2009ء تک 1100 میگاواٹ بجلی پاکستان کو فراہم کر دی جائے گی۔ ایران نے اپنے حصے کا بڑا کام کر لیا اور سرحد کے قریب بڑا ٹرانسمیشن بھی نصب کر لیا لیکن پاکستان کو یاد ہی نہ رہا کہ اس طرح کا کوئی معاہدہ بھی ہوا تھا۔ بجلی کی قیمت بھی انتہائی ارزاں قرار پائی تھی۔ اگر ایران کے ساتھ معاہدے کو عملی جامہ پہنا دیا جاتا تو آج یہ بحران پیدا نہ ہوتا اور وزیراعظم امریکہ سے روشنی کی بھیک نہ مانگ رہے ہوتے۔

جمہوری حکمران کئی بار وعدہ کر چکے ہیں کہ فلاں تاریخ اور مہینے یا سال تک لوڈشیڈنگ ختم ہو جائے گی۔ لیکن وعدے جوں کے توں ہیں، لوڈشیڈنگ برابر جاری ہے، کاروبار، فیکٹریاں بند اور مہنگائی زوروں پر ہے۔ عوام سڑکوں پر آ کر جلوس نکالتے ہیں۔ لیکن اہل حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ الٹے امریکہ کو بتیاں جلانے کے آوازے لگا کر عوام کے زخموں پر نمک چھڑک رہے ہیں۔

ہمارے حکمرانوں کو امریکیوں سے بہت محبت ہے، جس ملک میں لوگوں نے ہنسنا چھوڑ دیا ہے، مسرتوں کے جھرمٹ میں دن رات کا حساب کرنے والے اب مصائب کی گھٹن میں ایڑیاں رگڑتے ہیں۔ جس دیس میں ہر دن لاشیں گرتی ہیں، امن کی آبرو لٹتی ہے، سکون کی حرمت کو پامال کیا جاتا ہے۔ ضد اور جنون کے ناخنوں سے راحت و چین کے کپڑے پھاڑے جاتے ہیں۔ اسی ملک کا وزیر خارجہ محمود قریشی، ہلیری کلنٹن سے مل کر نہ جانے کس بات پر ہنس ہنس کر دہرا ہوئے جا رہا تھا۔ کیا امریکہ نے اپنا نام پاکستان رکھ دیا ہے یا پھر اب سرکاری طور پر پاکستان کو امریکہ کی نئی ریاست قرار دے دیا گیا ہے؟ کس بات پر خوش ہیں حضور؟ جاسوس طیاروں کے بل پر تباہی مچانے والوں سے اتنا یارانہ؟ ہمیں اندھیروں میں دھکیل کر روشنیوں کے مزے لوٹنے والوں سے اتنی گہری شناسائی؟ جنہوں نے گردنیں کاٹنے والے قصابوں (بلیک واٹر) کو ہم پر مسلط کیا۔ وہ کیا جانیں امن کیا ہے اور دہشت گردی سے پاک معاشرہ کسے کہتے ہیں۔

مذاکرات ان کے ملک میں آخر کیوں؟ ان سے کس بات کی مدد لی جا رہی ہے؟ ملک پاکستان کی ہی ہماری فوج نے اینٹ سے اینٹ بجادی۔ امریکی امداد اور امریکی مفاد کی خاطر وہ کچھ کر ڈالا جو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس کے باوجود امریکی وزیر خارجہ کہتا ہے کہ امریکہ و پاکستان میں اعتماد کا تعلق نہیں اس کی بحالی میں وقت لگے گا۔ [بقیہ صفحہ: 10]

عربی زبان.........اور اس کی امتیازی خصوصیات

از: محمد عباس طور (ایم فل عربی) تاندلیانوالہ

عربی زبان نہ صرف قرآن وحدیث، علوم اسلامیہ اور امت کی ہے مسلمہ کہ ہر دائمی وشتر کہ زبان ہے بلکہ اردو، بلوچی، سندھی، بروہی) وغیرہ کا رسم الخط اور الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے

علاوہ ازیں عربی زبان بائیس عرب ممالک کی سرکاری وقومی وتعلیمی زبان ہونے کے علاوہ، اسلامی کانفرنس کی تنظیم (O-I-C) چھپن رکن ممالک چار مصر اور افریقی اتحاد کی تنظیم (O-A-U) پچاس سے زائد رکن ممالک کی تین سرکاری زبانوں (عربی، انگریزی، فرنسی) میں شامل ہے۔ نیز اقوام متحدہ (182,U-N-O) ممالک کی چھ تسلیم شدہ سرکاری زبانوں (عربی، انگریزی، فرانسیسی، ہسپانوی، روسی، چینی بھی شامل ہے) اس علم ودینی، لسانی وثقافتی اور قومی وعالمی تناظر میں عربی زبان کو اردو کے ہمراہ سرکاری وقومی وتعلیمی زبان قرار دینا، نیز اردو اور انگریزی کی طرح ابتدائی ثانوی اور جامعی تعلیم میں لازمی مضمون قرار دینا ناگزیر ہے۔

<u>عربی زبان کی ابتداء اور اس کی نشوونما:</u> عربی زبان...... درحقیقت اہل عرب کی زبان ہے جو عربی زبان بولتے تھے۔ عربی زبان...... دنیا کی قدیم ترین زبان ہونے کے علاوہ قرآن وحدیث کی زبان بھی ہے اور اہل جنت کی زبان ہونے کا شرف بھی اسے حاصل ہے۔ عربی زبان...... دنیا کی ان وسیع، شیریں، سلیس، پاکیزہ اور خوبصورت زبانوں میں سے ہے جسکی مثال مشکل سے ملتی ہے اس کے الفاظ کے مخارج بڑے سامعہ نواز، پیرایہ بیان بڑا بلیغ، تراکیب بڑی دل آویز اور صوتی اثرات بڑے دقیع اور موثر ہوتے ہیں۔ پھر اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ایک ہی مادہ سے (اکثر حرف تین حروف سے) مختلف قسم کے افعال نکلتے ہیں جن میں بسا اوقات سات حروف تک ہوتے ہیں اور جن کے معنی بالکل مختلف ہوتے ہیں بات کو پر اثر بنانے کے لیے مجاوز وکنایہ اور تشبیہ واستعارہ وغیرہ کا اور معانی میں وسعت اور گہرائی وگہرائی پیدا کرنے کے لیے مترادفات کا استعمال ہوتا ہے

الفاظ کی آخری آواز (اعراب) کو حروف کے ذریعہ ہی ادا کیا جاتا ہے انہیں لکھا نہیں جاتا۔ چنانچہ زبر، زیر اور پیش کو علامت کے ذریعہ ادا کیا جاتا ہے حروف سے نہیں جیسا کہ آریائی زبانوں میں ہوتا ہے اسکے علاوہ آریائی زبانوں کے مقابلے میں اس کی حروف تہجی بھی زیادہ ہیں جنکی وجہ سے ہر قسم کے الفاظ لکھنے میں آسانی ہوتی ہے اور غیر زبانوں کے الفاظ کو اپنے قالب میں ڈھال لینے اور بدل کر خوبصورت شکل دے دینے میں یہ زبان اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ انہی امتیازی خصوصیات کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے لیے اسی زبان کو انتخاب فرمایا اور قرآن کریم جیسی معجزنما کتاب اس زبان میں اتاری، جو بلا اختلاف، عربی زبان وادب کی وہ واحد کتاب ہے جس کی ایک ایک آیت کی مثال بھی عرب کا بڑے سے بڑا شاعر اور ادیب اب تک نہ لا سکا۔ قرآن مجید کے بعد اسی زبان میں اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ اپنی حدیثیں ارشاد فرمائیں گے جو عربی ادب میں بلا اختلاف اپنی فصاحت وبلاغت اور معنوی جامعیت میں شہ پاروں کی حیثیت رکھتی ہے۔

<u>عربی زبان کا سامی زبانوں سے رشتہ:</u>

زبان کے ماہر علماء کے خیال کے مطابق عربی زبان سامی زبانوں کی ایک شاخ ہے جسے حضرت حضرت نوح کے بیٹے سام بن نوح کی اولاد کسی زمانے میں اپنی بستیوں میں بولا کرتے تھے اور اس طرح اس آریائی اور حامی زبانوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ان سے بالکل مختلف ایک الگ زبان ہے ماہرین لسانیات نے پرانی زبانوں کو مختلف گروہوں اور حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ان کی تقسیم کے مطابق آریائی زبانوں کے تین حصے یا تین بولیاں ہیں لاطینی، یونانی اور سنسکرت اسی طرح انہوں نے سامی زبانوں کو بھی تین مختلف حصوں میں بانٹ دیا ہے، آرمی، کنعانی، اور عربی اور آرمی زبان سے کلدانی، اشوری اور سریانی زبانیں پیدا ہوئیں اور کنعانی سے عبرانی عربی سے مضری خوبصورت اور فصیح زبان کے علاوہ دوسری بولیاں جنہیں یمنی اور بعض حبشی قبائل بولتے ہیں۔ وجود میں آئیں۔

<u>عربی زبان اپنی اصلی شکل میں:</u>

عربی زبان اپنی اصلی شکل میں کس طرح وجود میں آئی، اس کا صحیح پتہ لگانا بڑا مشکل کام ہے کیونکہ جس وقت اس کی تاریخ واضح شکل

میں ہمارے سامنے آئی ہے وہ اسلامی زمانہ ہے اور اس وقت عربی زبان اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی اس سے پہلے جن مرحلوں سے یہ زبان گزری ہے اس کے متعلق کوئی بات اب تک یقین سے نہیں کہی جاسکتی تھی۔مگر اب مستشرقین اور آثار قدیمہ کے ماہروں نے یمن، شام اور شمالی حجاز میں دریافت شدہ ان کتبوں سے جو پتھروں، مندروں، لاٹھوں، چاردیواروں، گنبدوں اور قلعوں میں ملے ہیں۔عربی زبان سے متعلق بہت سی اہم باتیں معلوم کرلی ہیں چنانچہ ان کتب اور نقوش کو ان علماء نے تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے جن سے مندرجہ ذیل تین لہجوں کا پتہ چلتا ہے۔

<u>1۔جنوبی عربی لہجے:</u> اس زبان کے کتبے یمن کے علاقہ قتبان، معین اور سبا وغیرہ میں ملے ہیں جہاں اس لہجہ کا رواج تھا۔

<u>2۔شمالی عربی لہجے:</u>

اس زبان کے کتبے حجاز کے شمال میں ثمود کے رہنے کی جگہوں میں ملے ہیں

<u>3۔آرامی نبطی لہجے:</u>

یہ لہجے مذکورہ بالا لہجوں کے مقابلہ میں نئے ہیں ان لہجوں کے لکھنے میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان سب زبانوں کے لکھنے اور بولنے میں بڑا اختلاف تھا۔مگر بعد میں حالات کے تقاضوں سے لہجوں کا یہ اختلاف مٹ گیا اور سب کے میل جول اور خاص طور سے دینی تقاضوں کے ماتحت ایک خوبصورت صاف ستھری اور شیریں زبان نکل آئی

<u>عربی زبان کی امتیازی خصوصیات:</u>

کسی زبان کی اہمیت اور مقبولیت کا پیمانہ صرف یہ نہیں ہے کہ اس کا دائرہ عمل زمین کے کتنے لمبے اور چوڑے رقبے پر پھیلا ہوا ہے یا اسے دنیا کی آبادی میں کتنی بڑی اکثریت بولتی اور سمجھتی ہے۔بلکہ اس کے ساتھ اس کی کسوٹی یہ بھی ہے کہ اس کا دامن کتنا وسیع ہے اس میں کتنی گہرائی اور کتنی گیرائی ہے۔اس میں چند ایسی خصوصیات ہیں جو عام طور پر سے دوسری زبانوں میں کمیاب ہیں ان خصوصیات میں سے چند درج ذیل ہیں۔

<u>1۔عربی زبان کی گرامر:</u>

عربی زبان کو لکھنے بولنے اور اس میں مافی الضمیر کو ادا کرنے کے لیے قاعدے وضع کیے گئے ہیں ان کی بنیاد قرآن وحدیث کے لسانی شواہد خالص عربی قبائل میں مروج طریقوں اور مستند علماء وادباء کے طریق استعمال پر ہے اور ان کے وضع کرنے میں علماء لغت نے بڑی کاوش اور دیدہ ریزی سے کام لیا ہے اور مدتوں کی تحقیق وجستجو جہاں بینی اور غور وفکر کے بعد ان کو آخری شکل دی ہے اس لیے ان میں ایسا استحکام، ایسی پختگی اور متعین کی شان پیدا ہوگئی ہے کہ تغیر وتبدل، حذف اضافہ کے متعلق گنجائش نہیں رہ گئی ہے زبان کے قاعدوں کی امتیازی خصوصیت کی وجہ سے اس کے سیکھنے سکھانے میں بڑی آسانی ہوگئی ہے۔

<u>2۔نزاکت بیان:</u> زبان میں نزاکت کا وجود خواہ وہ لفظی ہو یا معنوی یا ترکیبی اس کی خوبصورتی اور دل آویزی میں چار چاند لگا دیتی ہے۔عربی زبان اس نقطہ نظر سے دنیا کی بڑی سامعہ نواز اور دل آویز زبانوں میں سے ہے۔غیر زبانوں کے جو الفاظ اس میں مستعار ہیں انھیں عربی ذوق کا ایسا جامہ پہنادیا گیا ہے کہ معرب ہوکر وہ بھی عربی زبان کے حسن میں ڈھل کے نکھر گئے ہیں۔عربی الفاظ کی نزاکت بیانی کا یہ عالم ہے کہ معانی کے جزئیات بھی پوری طرح واضح ہوجاتے ہیں اور کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہتا۔

<u>3۔ایجاز وایجاز:</u> عام طور سے دنیا کی ہر زبان میں کم الفاظ کے ذریعے بہت معانی پیدا کرنے کا طریقہ رائج ہے جسے اصطلاح میں "ایجاز" کہا جاتا ہے عربی زبان ایجاز کے معاملہ میں منفرد زبان ہے اس میں بکثرت ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن کی تشریح کے لیے ایک دفتر چاہیے۔

مثلاً "الحمد" کو لیجئے جس سے قرآن کی سورۃ فاتحہ شروع ہوتی ہے جسکے معانی علماء یہ بتاتے ہیں کہ انعامات واحسانات کے اعتراف کے جذبہ کے ساتھ انسان نے شکر ادا کرنے کے جتنے طریقے ایجاد کیے ہیں یا ایجاد کرے گا یا سوچے ہیں یا سوچ سکتا ہے وہ سب اس خدائے منعم ومحسن کے لیے مخصوص ہیں، اس ایک لفظ میں ایسی جامعیت اور شمولیت ہے کہ دفتر کے دفتر اس معنی کو ادا کرنے کے لیے ناکافی ہیں اور الفاظ کی یہ صفت جامعیت عربی زبان میں بہت عام ہے بات کو اشاروں کے ذریعے پرلطف بنانے کے لیے کنایہ مجاز اور اسلوب کو دلنشین اور موثر بنانے کے لیے معانی وبذریعہ کا استعمال عربی زبان کی ایک خصوصیت ہے۔

<u>4۔مترادفات اور اضداد کا وجود:</u>

دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں ایک معنی کے ادا کرنے کے لیے کئی کئی لفظ استعمال کرنے کا طریقہ رائج ہے ان الفاظ کو "مترادفات" یا "مرادف الفاظ" کہا جاتا ہے عربی زبان کا دامن مترادفات کے معاملہ میں بڑا وسیع ہے چنانچہ علماء لغت نے صرف سال کے لیے 24 نام...... روشنی کے لیے 21 نام...... تاریکی کے لیے 52 نام...... پانی کے لیے 170 نام ...... کنویں کے لیے 88 نام...... شیر کے لیے 350 نام...... اور اونٹنی کے لیے 255 نام...... لکھے ہیں۔اسی طرح انسانی حلیہ کے لیے اور اوصاف کے لیے بھی متعدد الفاظ آتے ہیں چنانچہ عربی میں درازی قد کے لیے 91 الفاظ، پستہ قدی کے لیے 120 الفاظ آئے ہیں اوصاف میں بخل، سخاوت۔شرافت، رذالت وغیرہ کے الفاظ کے لیے بھی مختلف الفاظ آئے

ہیں، الفاظ کے معانی کے اظہار کے سلسلہ میں عربی زبان کو دوسری زبان کے مقابلہ میں یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں بعض الفاظ ایسے ہیں جو متضاد معنی دیتے ہیں جیسے ''دون'' کا لفظ ہے کہ اس کے معنی کم، زیادہ، قریب، دور...... اور آگے پیچھے کے بھی آتے ہیں۔

5۔ایک لفظ سے کئی معانی کا نکالنا: غالباً عربی زبان دنیا کی زبانوں میں سے اس حیثیت سے بالکل منفرد زبان ہے کہ ایک ہی لفظ بسا اوقات کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ علماء لغت نے 200 سے زائد الفاظ ایسے جمع کیے ہیں جو تین معنوں میں استعمال ہوئے ہیں اور ایک 100 سے زائد الفاظ جو چار اور پانچ معنی دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض الفاظ 25 معنی دینے والے بھی ہیں چنانچہ ''قال'' کا لفظ 27 معنی کو ظاہر کرتا ہے اور ''عین'' کا لفظ 35 معنوں کو اور ''عجوز'' کا لفظ 40 معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

6۔حکم وامثال کا وجود: کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معانی کو دلنشین انداز میں ظاہر کرنے کا طریقہ کم وبیش ہر زبان میں پایا جاتا ہے جسے مثل یا کہاوت کہا جاتا ہے مگر عربی زبان میں اس کی بہت کثرت اور اس میں بڑا تنوع ہے عربی کو اپنے مخصوص طرز زندگی کی وجہ سے عناصر فطرت سے براہ راست مقابلہ کرنا پڑتا تھا اس طرز زندگی کے تجربات سے عربوں نے براہ راست نتائج اخذ کیے ان نتائج کو حکمت وفلسفہ، دانشمندی وجزرسی کی آمیزش سے الفاظ کے ایسے خوبصورت قالب میں ڈھالا گیا جو صوتی اثرات کے حسن وجمال کے علاوہ معنویت میں بھی ایک بحر بیکراں تھے اور یہی قالب ''ضرب الامثال'' یا کہاوتیں کہلائیں۔ الفاظ کے صوتی اثرات کے ذریعہ منظر کشی کرنے میں عربی زبان کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

چنانچہ اس زبان میں بعض ادباء ایسے گزرے ہیں جنہوں نے الفاظ کے ذریعے کسی چیز کا ایسا نقشہ کھینچ دیا کہ اس کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی

القصہ: عربی زبان ان گوناگوں امتیازی خصوصیات کیوجہ سے مختلف زمانوں کے نشیب وفراز سے گزرتی ہوئی مختلف ملکوں اور قوموں سے تعلق پیدا کرتی ہوئی، کبھی ان سے چھٹتی ہوئی، کبھی ان سے جڑتی ہوئی نہ صرف آج تک باقی ہے بلکہ روز بروز ترقی کر رہی ہے اور اپنا دائرہ اثر وعمل بڑھا رہی ہے۔

عربی زبان کا سیکھنا کیا مشکل ہے؟

یہ تو حقیقت ہے کہ عربی ایک جاندار اور وسیع زبان ہے جس کے سیکھنے کے لیے وقت کے ساتھ محنت کی بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن اتنا وقت اور محنت بھی درکار نہیں جتنی ہمارے تعلیمی اداروں میں انگریزی پر صرف ہوتی ہے اور اس کے باوجود ایسے گریجوایٹ کلرک تیار ہوتے ہیں جو ایک جملے میں دس دس غلطیاں کرتے ہیں مجھ سے اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم عربی زبان کتنے عرصے میں سیکھ سکتے ہیں؟ تو میرا جواب یہ ہوتا ہے کہ آپ نے جتنا وقت انگریزی پر صرف فرمایا ہے اور جو کچھ پایا اگر اس کا نصف بھی آپ عربی کے لیے صرف کردیں تو بہت کچھ پالیں گے پھر آگے سے قلت وقت اور کثرت مشاغل کا گلہ کرتے ہیں، تو میری گزارش یہ ہوتی ہے کہ عربی زبان کوئی حلوہ نہیں جسے آپ بڑے خوشگوار طریقے سے نگل جائیں اور تاہنوز ایسی کوئی مشین بھی ایجاد نہیں ہوسکی جو آپ کے دماغ میں فٹ کردی جائے اور آپ فر فر عربی جھاڑنے لگیں، عربی زبان کی اہمیت اور وسعت آپ سے وقت اور محنت کا تقاضا کرتی ہے اور سچ پوچھیے تو عربی زبان کی سب سے بڑی مشکل اس کی وسعت ہے وسعت الفاظ اور وسعت علوم! لیکن یہ کوئی مشکل نہیں آپ اگر سمندر سے اپنی ضرورت کا پانی لے لیں اور اس کی وسعتوں کا احاطہ نہ کرسکیں تو نہ آپ خسارے میں رہیں گے اور نہ یہ بات سمندر کے لیے باعث نقصان وعیب ہوگی۔

عربی زبان......اور اسلامی جمہوریہ پاکستان:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لیے جس طرح اسلام کے غیرفانی ضابطہ حیات کی ضرورت ہے اسی طرح یہاں عربی زبان کی بھی ضرورت ہے اسلامی نظریہ حیات کے بنیاد پر قائم ہونے والا یہ بے نظیر وبے مثال ملک اپنی قوت وبقا کے لیے اسلامی قوت ومساوات کے غیرفانی رشتوں کو تقویت وترجیح دینے کا بھی محتاج ہے اور عربی زبان کو عام کرنا بھی اس کی نظریاتی بنیادوں کو تقویت دینے کے مترادف ہے

کاش! ارباب حکومت قومی زبان اردو کے ساتھ عربی زبان کو بھی اول کلاس تا ایم اے لازمی مضمون قرار دیا جاتا ایک طرف پاکستانی نسل براہ راست قرآن وحدیث سے استفادہ کرنے کے قابل ہوتی تو دوسری طرف عربوں سے تعلقات بڑھا کر بے شمار معاشی، تجارتی اور ثقافتی فوائد حاصل کرسکتے تھے۔

عربی زبان......اور جنرل ضیاء الحق (مرحوم)

ہر انسان میں خوبیاں اور خامیاں بھی ہوتی ہیں جنرل ضیاء الحق مرحوم کے متعلق ان کی زندگی میں بڑی خامی جو تھی وہ اسلام کے نام پر ریفرنڈم کروانا پھر اسلام اور قوم سے دھوکہ دہی کرنا تھا۔ یہی ہمارے نڈر، بے باک عظیم قائد، مجتہد العصر، خطیب ملت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کا جنرل ضیاء الحق سے بڑا گلہ تھا۔ باقی پاکستان کے تمام مڈل اور ہائی سکولز مردانہ وزنانہ میں عربی اساتذہ کی بھرتی جنرل ضیاء الحق مرحوم کی باقیات میں سے ہے۔ ☆......☆......☆

طاہر القادری کے دورہ صحیح مسلم پر ایک نظر

عثمان داؤد سیالکوٹی..... تلمیذ شیخ الحدیث مولانا یحیٰی گوندلویؒ

دین اسلام میں علم حدیث واصول حدیث کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے جس کی وجہ سے یہ علم اپنی خصوصیات کے ساتھ ابھی تک علماء کے درمیان متداول ہے کیونکہ اس کا تعلق بالواسطہ نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ ہے آپ کے فرامین کے ساتھ ہے۔

اسی لیے علما کرام نے اس علم کی حفاظت کے لیے بڑی نگہبانی والا کردار ادا کیا ہے اور ایسے اصول وفروع وضع کیے جن کی وجہ سے کسی بھی جھوٹے اور فریب کار کی کارستانیاں بارآور نہ ہوسکیں۔ یقیناً یہ سلف صالحین کا امت پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے فرامین امت تک خالص اور تمام قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک کر کے پہنچائے لیکن ایک جماعت جن کے تمام عقائد ونظریات قرآن وحدیث کے مخالف ہیں اور جن کی کوشش ہمیشہ ہی یہ رہی کہ کس طرح ہمارے مقاصد قرآن یا احادیث سے پورے ہوجائیں پھر انہوں نے اس مقصد کے لیے احادیث گھڑی اور پہلے سے تیار شدہ احادیث پر اعتماد وانحصار کیا اس کے بعد ان ضعیف وموضوع قسم کی روایات کے لیے تاویلات کا سہارا لیا لیکن دور حاضر کے چند بدعتی عناصر تو تمام گذشتہ بدعتیوں سے دو ہاتھ آگے نکل گئے اور انہوں نے ضعیف وموضوع روایات کے لیے اصول ہی تیار کر لیے اور سب سے حیرانگی میں ڈالنے والی بات یہ ہے کہ پھر وہ اس کے لیے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ قرآن وحدیث سے استنباط واستدلال کرنے لگے ان چند میں سے ایک طاہر القادری صاحب بھی ہے۔

جس نے بظاہر لوگوں کو دکھانے کے لیے لندن برطانیہ میں دورہ صحیح مسلم کرایا لیکن اس کے پس پردہ وہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرتا رہا انہی چند مقاصد خبیثہ میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جو روایات قادری نے اپنی کتابوں میں بھر رکھی ہے وہ سب کی سب کسی طرح صحیح یا حسن کے درجہ تک پہنچ جائیں یا پھر ان ضعیف روایات کو ہی امت کے علماء تسلیم کرلیں۔ لیکن انسان کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی اور خواہش بھی ایسی ہو کہ جو دین اسلام کے ہی منافی ہو۔

<u>مجبوریاں:</u>

طاہر القادری صاحب کو انتہائی مجبوری کے وقت یہ قدم اٹھانا پڑا کیونکہ ان کی تمام کتب کا جنازہ نکل چکا تھا، جب علماء عظام نے ان پر اپنی دقیق ومحققانہ نگاہیں مرکوز کیں تو ان میں سے چند ایک کے علاوہ تمام کی تمام قادری صاحب کے مسلک کی ضروریات کو پورا کرتی ہوئی نظر آتی تھیں اب وہ چلے ضعیف وموضوع کے لیے نئے اصول تیار کرنے حالانکہ اپنے اس دورہ میں خود فرماتے ہیں: اور اس وقت اصول حدیث کا علم قطعاً کسی میدان میں کسی نئی چیز کے اضافے کا متقاضی نہیں ہے کیونکہ علم کی ایک سٹیج ہوتی ہے جہاں آکر اس کے اندر کی اضافہ کی گنجائش نہیں رہتی اس لیے کہ کسی بھی علم کے اصول حتمی ہوجاتے ہیں۔

[منہاج القرآن شمارہ اگست 2008 ص 22]

<u>قارئین کرام:</u>

قادری صاحب کی شروع سے عادت ہے کہ وہ اچھی بات کرنے کے بعد پھر اس سے غلط مطلب اخذ کرتے ہیں اللہ کی پناہ ایک شخص جب قرآن وحدیث کے غلط مطلب لینے میں شرم نہیں کرتا تو علم حدیث یا کوئی اور علم اس کی فریب کاری سے کس طرح بچ سکتا ہے اب پہلے ایک بات قادری نے محقق کی کہ اصول مخصوص ہو چکے ہیں لہٰذا کوئی اصولوں میں کمی بیشی نہیں کرسکتا لیکن پھر اس میں دجل سے کام لیا اور کہنے لگے جبکہ فروع میں تحقیقات اور ارتقاء جاری رہتا ہے [ص:22]

کمال ہے قادری صاحب اس قدر قابل ہو چکے ہیں کہ وہ علم اصول حدیث کی فروع میں تحقیقات بھی کرسکتے ہیں جس شخص کو علم اصول حدیث کیا حدیث ہی کا پتہ نہ ہو وہ کس طرح کسی علم کا ارتقاء کرسکتا ہے بلکہ اس کے علم کو پڑھانے یا تحقیق کرنے سے تنزل ہی واقع ہوگا اور دوسری بات کہ قادری نے فروع نہیں بلکہ ضعیف وموضوع کے لیے بنائے ہوئے اصولوں کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا جن حقائق سے ہم آئندہ سطور میں نقاب کشائی کرنے والے ہیں۔

ضعیف قادری:

طاہر القادری جتنا خود جھوٹا اور ضعف کا شکار ہے اس سے زیادہ اس کو ضعیف اور موضوع قسم کی روایات اور روایوں سے بھی پیار ہے اور دشمن حق و سچ کو صحیح حدیث اور ثقہ روایوں سے دشمنی بھی ہے کیونکہ بدعتی شخص کی ساری عمارت ہی ضعیف احادیث پر کھڑی ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ شاطبی غرناطی فرماتے ہیں: اعتمادھم علی الاحادیث الواھیۃ الضعیفۃ والمکذوبۃ فیھا علی رسول اللہ ﷺ والتی لا یقبلھا اھل صناعۃ فی البناء علیھا. اہل بدعت کا اعتماد ضعیف سخت کمزور اوران روایات پر ہے جنہیں اصول میں ماہر محدثین قبول نہیں کرتے ہیں۔

[الاعتصام: ج1 ص152]

امام شاطبی کا یہ تجزیہ سو فیصد درست ہے کیونکہ جب قادری صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو حقیقت انتہائی واضح ہوتی ہے کہ قادری صاحب بالکل بدعتیوں کے نہج پر چل رہے ہیں۔

ضعیف حدیث کے لیے استدلال کا جائزہ:

طاہر القادری نے دعویٰ کیا کہ وہ علم اصول حدیث میں نیا اضافہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ 12 سو سال سے کسی نے قرآن وحدیث سے اصول حدیث کے لیے استنباط نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس سے عقیدہ ثابت کیا تھا لہٰذا یہ نرالا کام قادری صاحب کے حصہ میں آیا اور انہوں نے کر دکھایا کیوں کہ جب شرم کی کمی ہو تو انسان جو چاہتا ہے کرتا ہے اول تو قادری نے جتنے استدلال قرآن سے کیے ہیں وہ رکیک تاویلات سے خالی نہیں اور پھر اس نشست میں وہ اپنے ان بنائے ہوئے اصولوں کی زد میں آگئے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

جھوٹ نمبر1: قادری صاحب نے فرمایا کہ ضعیف حدیث کو حدیث ہی کہتے ہیں لہٰذا اس کو تسلیم کیا جائے؟

اولا کمال ہے بھئی ایک شخص مثلاً طاہر القادری بھی جھوٹ بولتا ہے اور بھی سچ لیکن دونوں اصناف کا نام بات ہی رکھا جاتا ہے اب کوئی کہے کہ جھوٹ بھی تو بات ہے اس کو بھی تسلیم کرو تو قادری صاحب صرف جھوٹ کے بات یا لفظ ہونے کی وجہ سے اس کو تسلیم کرلیں گے؟

ثانیا حدیث کا لغوی معنی ہے "بات" اب جو روایت نبی آخر الزماں ﷺ تک جس کی سند متصل بغیر کسی علت کے چلی گئی وہ اپنے اصطلاحی معنی میں داخل ہوگئی لیکن جس روایت کی سند کمزور ہوگئی تو وہ اپنے لغوی معنی یعنی "بات" میں ہی رہی۔ کیونکہ حدیث کا اصطلاحی معنی ہے نبی اکرم ﷺ کا قول، فعل یا تقریر ہے، جو سند کے اعتبار سے روایت نبی اکرم ﷺ تک جا نہ سکی تو وہ آپ کا قول، فعل، تقریر کسی طرح ثابت بن گئی؟ حدیث اگر اس کو کہا بھی جائے تو وہ لغوی اعتبار سے ہوگا۔

ثالثا ضعیف حدیث کا صرف یہ ایک نام ہی نہیں بلکہ اس کو ضعیف روایۃ ضعیف اثر بھی کہا جاتا ہے لہٰذا اس اعتبار سے قادری کا استدلال ہی ختم ہوجاتا ہے۔

جھوٹ نمبر2:

قادری صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اسے ہاتھ سے روکے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ تو زبان سے پھر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل میں برا جان لے یہ کمزور ترین ایمان ہے لہٰذا ایمان کا اعلیٰ درجہ حدیث کا صحیح درجہ ہے، ایمان کا درمیانہ حسن درجہ اور سب سے کمزور درجہ مثل حدیث ضعیف کے ہے۔ [مجلہ منہاج شمارہ اگست 2008ء]

قادری صاحب سچ کہتے ہیں ان سے قبل احادیث کو کسی نے اس طرح بازیچہ اطفال نہیں بنایا ہوگا جس طرح وہ اپنی مرضی سے احادیث سے مفہوم اخذ کر رہے ہیں کم ہی ایسے فتنہ پرور لوگ پیدا ہوتے ہیں قادری صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ حدیث پاک میں یہ بھی آتا ہے کہ جب کوئی ایمان والا زنا یا ڈاکہ زنی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس وقت ایمان ایک سائبان کی شکل اختیار کر لیتا ہے لہٰذا اب جب تک وہ فعل بد کا مرتکب رہتا ہے ایمان اس سے خارج رہتا ہے جب وہ اپنے اس شنیع فعل سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان اس میں داخل ہوجاتا ہے۔ [عام کتب حدیث]

اب قادری صاحب اس بات کا جواب دیں کہ یہ شخص جو زنا کاری سے قبل ایمان والا تھا حدیث کے کون سے درجہ میں تھا اور پھر جب ایمان اس سے چلا گیا تو کون سے درجہ میں چلا گیا اور اگر فعل بد کرنے کے بعد وہ پھر ایمان والا آگیا تو کون سا حدیث کا درجہ پا گیا جبکہ حدیث ضعیف شواہد و متابعات کے ذریعے حسن درجہ کو تو جاسکتی ہے لیکن کیا ضعیف روایات موضوع میں تبدیل ہوسکتی ہے؟؟ اگر حدیث کی مثال ایمان سے دی جائے تو پھر حدیث تو آگے پیچھے ہوا جایا کرے گی۔

جھوٹ نمبر3:

قادری صاحب لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی تین اقسام بتائی ہیں۔

1۔سابق بالخیرات 2۔المقتصد 3۔الظالم (سورہ فاطر)

لہٰذا پہلا درجہ مثل صحیح حدیث دوسرا مثل حسن حدیث اور تیسرا مثل ضعیف اور ان تینوں درجوں کو اللہ تعالیٰ نے ''عبادنا'' ہمارے بندے جیسے سنہری نام سے موسوم کیا ہے لہٰذا ضعیف حدیث بھی قابل حجت ہوئی

[مجلہ منہاج القرآن شمارہ اگست 2008ء ص 48,47]

اولاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ فرشتوں کو بھی اپنے بندے قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''هم عباد الرحمن'' (زخرف) وہ فرشتے رحمٰن کے بندے ہیں تو یہ کونسی قسم ہوگی؟

ثانیاً قادری صاحب نے اپنی اسی نشست میں یہ بھی کہا ہے کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے وقت حدیث کے دو ہی درجے تھے، صحیح اور ضعیف۔

[مجلہ منہاج شمارہ اگست 2008ء ص 33]

لہٰذا اب قادری صاحب کا آیت سے استدلال کرنا ویسے ہی غیر درست ہوگیا جبکہ وہ خود کہتے ہیں کہ بس نظام قدرت یہ ہے کہ دنیا کے نظام سے لے کر نظام قیامت تک اور جنت میں جانے والے تین طبقات ہیں [مجلہ منہاج شمارہ ستمبر 2008ء ص 31] لیکن حدیث کے درجے وہ بھی دو بتاتے ہیں کبھی تین تو آیت سے استدلال کس طرح ممکن ہوگیا؟ اور قادری صاحب کی جھوٹ پر بنائی ہوئی ساری عمارت دھڑام زمین برد ہوگئی

ثالثاً ان تینوں درجوں میں سے درمیان درجے ''المقتصد'' کی تفسیر قرآن مجید کی دوسری آیت کرتی ہے چنانچہ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''واخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا واخر سيئا'' یعنی مقتصد وہ لوگ ہیں جن کے اچھے برے اعمال دونوں ہی ہیں اب یہاں سے معلوم ہوا کہ حسن درجے کی حدیث کبھی ضعیف ہو جاتی ہے اور کبھی حسن درجہ اختیار کر جاتی ہے۔

<u>قینچی چلنے والا ڈاکٹر:</u>

قادری صاحب نے حدیث ضعیف کو درست ثابت کرنے کے لیے صرف قرآن وحدیث سے استنباط نہیں کیا انہوں نے اس سلسلہ میں میڈیکل سے مدد کی درخواست کی جو کہ پوری ہوگئی لہٰذا انہوں نے اب ضعیف حدیث کا اپریشن شروع کر دیا اور صحیح اور حسن حدیث سے تھوڑا تھوڑا مواد لے کر سرجری کا کام سرانجام دینے لگے۔ افسوس ہے ایسے شیخ الاسلام پر کہ جس نے دین کے ہر شعبہ کو ایک مذاق و تمسخر بنا کر رکھ دیا ہے، چنانچہ حدیث ضعیف کی مثال یوں دیتے ہیں۔ زکام، نزلہ، گلا خراب، کھانسی، سردرد، بخار ہر ایک بیماری ہے اور ان میں مبتلا شخص ضعیف (بیمار/کمزور) کہلائے گا اور ان بیماریوں کی ادویات استعمال کرنے سے وہ شخص ٹھیک ہوگیا اس طرح حدیث کی سند ضعیف تھی۔

[مجلہ منہاج شمارہ ستمبر 2008ء ص 38]

اولاً قادری صاحب کے نزدیک ضعیف حدیث کی یہی تعریف ہے جو انہوں نے بیان کردی۔ (گلا خراب)

ثانیاً اس ٹکڑا میں انہوں نے لفظ استعمال کیا ہے ''حدیث کی سند ضعیف تھی'' لہٰذا اس عبارت کے ٹکڑا سے قادری کا گذشتہ استدلال بھی جاتا رہا کیونکہ انہوں نے کہا تھا حدیث ضعیف کو حدیث کہتے ہیں لیکن یہاں پر انہوں نے حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے حدیث کو ضعیف نہیں بلکہ اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

ثالثاً یہ بات درست ہے کہ ضعیف حدیث کے لیے اگر متابعات اور شواہد مل جائیں تو وہ قوی ہو جاتی ہے لیکن اگر اس کے متابعات وشواہد بھی اسی طرح ضعیف ہوں تو پھر اس کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

تفصیل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

<u>وضاع قادری:</u>

طاہر القادری نے پہلے تو کہا کہ موضوع حدیث ہی نہیں بلکہ یہ حدیث سے خارج ہے قطع نظر اس کے کہ قادری صاحب کی کتب میں اکثر روایات موضوع و من گھڑت ہیں جس کے دلائل ابھی ہم دیں گے ایک اور بات یہ ہے کہ قادری نے موضوع روایت کو ضعیف حدیث کی اقسام میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ضعیف کی تقریباً 15 اقسام بیان ہوئی ہیں یعنی 15 اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف بنتی ہے اور 15 اقسام میں صرف 2 قسمیں، موضوع اور متروک ایسی ہیں جو بالاتفاق مردود ہے ہیں۔ [مجلہ منہاج شمارہ ستمبر 2008ء ص 33]

اگر انسان کی اولاد انسان ہی کہلاتی ہے تو پھر ضعیف حدیث کی قسم موضوع بھی حدیث ہی کہلانی چاہیے ان سب فضولیات کو چھوڑ کر قادری صاحب یہ تسلیم کیوں نہیں کر لیتے؟ کہ نہ ضعیف رسول اللہ ﷺ کا قول بن سکتا ہے اور نہ ہی موضوع و من گھڑت!

(جاری ہے)

☆.........☆.........☆

تبصرہ کتاب

نام کتاب: مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں

تالیف وترتیب: حافظ صلاح الدین یوسف

ناشر: دارالسلام صفحات: 88 قیمت: 50روپے

ولایت نکاح ایک سلگتا ہوا معاشرتی مسلہ ہے، لڑکی بہت جلد حالات اور اپنے گردوپیش سے متاثر ہو جاتی ہے۔ اس بنیاد پر بغیر سوچے سمجھے والدین کی اجازت اور مرضی کے بغیر گھر سے فرار ہو جاتی ہے اور کورٹ میرج کے لیے عدالت جا پہنچتی ہے اور وہاں اس کی یہ دلی مراد پوری ہو جاتی ہے لڑکی کی خودسری اور اس طرح گھر سے بھاگ جانا پورے خاندان بالخصوص والدین کے لیے انتہائی تکلیف دہ اور عزت کو خاک میں ملا دینے کا باعث ہوتا ہے۔ والدین اپنی برادری، خاندان اور معاشرے میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے ایسی شادیوں کا انجام بہت المناک ہوتا ہے اور نوبت قتل تک جا پہنچتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ لڑکیاں گھر سے کیوں بھاگتی ہیں.....؟ اس کی وجہ جہاں والدین کی عدم توجہ تربیت میں غفلت، بڑھتی ہوئی معاشرتی بے راہ روی ہے وہاں اس سلسلہ میں وارد ہونے والے شرعی احکام کے متعلق انتہا پسندانہ رویہ بھی ہے والدین کے دل میں اولاد کی محبت ایک فطری چیز ہے، یہ فطری محبت ہی والدین کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ اپنی نوجوان بچی کے لیے مناسب ترین رشتہ تلاش کریں جو ظاہری اور معنوی لحاظ سے موزوں تر ہو والدین سے زیادہ اولاد کا کوئی خیر خواہ نہیں ہوسکتا، چنانچہ وہ شادی کے موقع پر اپنی خیر خواہی کا حق اس طرح ادا کرتے ہیں کہ بہتر سے بہتر رشتہ تلاش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے ، یہی وجہ ہے کہ اکثر وبیشتر اسلامی معاشرے میں شادی کا مسلہ خیر وخوبی کے ساتھ انجام پا جاتا ہے اور والدین اور اولاد کے درمیان کوئی اختلاف رونما نہیں ہوتا۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ والدین بعض دفعہ بچی کی خواہش اور جذبات کے مقابلے میں دوسرے عوامل واسباب کو ترجیح دینا پسند کریں اور یوں نوجوان بچی مستقبل تاریک ہو جائے، ایسا اگرچہ بہت کم ہوتا ہے تاہم اس کے وقوع وظہور سے انکار نہیں کیا جاسکتا اسلام نے اس کے سدباب کے لیے نہایت ہی واضح ہدایت دی ہے کہ اولیاء شادی کے وقت بچی کی رضامندی ضرور حاصل کریں۔ اگر بچی کو ایک رشتہ پسند نہیں تو اس کے لیے دوسرا، تیسرا رشتہ تلاش کریں، تا آنکہ وہ راضی ہو جائے یا اس کو قائل کر کے راضی کر لیا جائے۔

اسلام نے جبر کے ساتھ شادی کرنے سے روک دیا ہے یہاں تک کہ شریعت نے نوجوان لڑکی کو ایسا نکاح فسخ کرنے کا اختیار دیا ہے تاہم کسی لڑکی کو شریعت نے یہ اجازت بھی نہیں دی کہ وہ والدین کی اجازت ورضامندی کے بغیر گھر سے راہ فرار اختیار کر کے ازخود کسی سے نکاح رچالے، ایسا نکاح باطل ہوگا اور وہ سرے سے منعقد ہی نہیں ہوگا اس لیے نکاح کے لیے ولی کی اجازت، رضامندی اور موجودگی ضروری ہے۔ زیر نظر کتاب میں ایک طرف قرآن وحدیث کے وہ دلائل پیش کیے گئے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ولی کی اجازت ورضامندی کے بغیر کیا ہوا نکاح غیر صحیح اور باطل ہے اس کے برعکس جن لوگوں نے اس کے جواز کا فیصلہ......صادر کیا ہے ان کے دلائل پر نقد ومحاکمہ کر کے ان کے موقف کی کمزوری کو نمایاں کیا گیا ہے کتاب میں واضح کیا گیا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی شرط والا موقف ہی علماء فقہاء کا متفقہ مسلک ہے حتیٰ امام ابوحنیفہ کی بھی ایک روایت سے یہی رائے ہے جسے علامہ انور کاشمیری وغیرہ نے اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ''مفرور لڑکیوں کا نکاح'' کے حساس اور نازک مسلہ پر محترم حافظ صلاح الدین یوسف نے کتاب تالیف کر کے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے کتاب کا سرورق بہت خوبصورت اور طباعت بہت عمدہ ہے موجودہ حالات میں یہ کتاب ہر فرد اور ہر گھر کی ضرورت ہے خاص کر نوجوان بچوں اور بچیوں کے لیے اس کا مطالعہ ازحد بہت ضروری ہے کتاب جتنی مختصر ہے اتنی ہی جامع ہے اور اپنے موضوع کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ کتاب دارالسلام 36 لوئر مال (042-37324034) دارالسلام اسلام آباد F8 مرکز اور دارالسلام کراچی طارق روڈ سے دستیاب ہے۔

ملک کو بحرانوں سے بچانے کیلئے اٹھارویں ترمیم کی حمایت کرتے ہیں: جماعت اہلحدیث پاکستان

جماعت اہلحدیث پاکستان مجلس عاملہ وشوریٰ کا سالانہ اجلاس جماعت کے مرکزی امیر حافظ عبدالغفار روپڑی کی صدارت میں ہوا۔ امیر جماعت نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں پاکستان معاشی بدحالی کے دھانے پر ہے اور یہ واحد ایٹمی طاقت ہے جس کا کشکول اس کی طاقت سے بڑا ہے۔ گزشتہ دوسال کی حکومتی کارکردگی پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس حکومت نے عوام پر ٹیکسوں کا بے جا بوجھ ڈال کر ان کا خون تک چوس لیا ہے، مہنگائی اپنے عروج پر ہے، مگر حکومت ایک خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ حکومتی رٹ سرمایہ کار طبقہ پر ختم ہو چکی ہے، انڈسٹری بند ہونے کی وجہ سے حالات میں ویلیو ایڈڈ ٹیکس کا نفاذ کا معنی رکھتا ہے؟ اجلاس میں ملک بھر سے علمائے کرام نے بھرپور شرکت کی۔

[شعبہ نشر واشاعت جماعت اہلحدیث پاکستان]

جماعتی خبریں

قاری محمد یسٰین کو صدمہ

قاری محمد یسٰین کے بڑے بھائی محمد امین جو کہ 8 مارچ بروز پیر کو طویل علالت کے بعد میو ہسپتال لاہور میں انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی خوش طبع اور تقویٰ خلوص کا پیکر تھے ان کی نماز جنازہ جامع مسجد المکرم اہلحدیث میں قاری حبیب اللہ ساقی نے پڑھائی۔ ان کی عمر تقریباً 35 سال تھی ان کے پسماندگان میں تین بیٹے ایک بیٹی اور بیوہ شامل ہے انکی نماز جنازہ میں قاری مشتاق، قاری محمد عباس، قاری محمد شکیل قاری محمد نذیر، قاری ابوبکر ظہیر، قاری محمد شوکت اور دیگر جماعتی احباب نے شرکت فرمائی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین [شریک غم: قاری نذیر احمد قصوری مدرس جامع مسجد المکرم اہلحدیث، 32 نسبت روڈ لاہور 0346-4088526]

دعائے صحت کی اپیل

1۔ اہل حدیث کونسل کوٹ رادھا کشن کے سابق ناظم حافظ محمد صدیق سلیم خطیب مسجد مدنی اہلحدیث ٹول ٹیکس کوٹ رادھا کشن گزشتہ ماہ سے بعارضہ لقوہ زیر علاج ہیں قارئین موصوف کی جلد صحت یابی کی دعا فرمائیں

2۔

مبارکباد

مرکزی جمعیت اہل حدیث کوٹ رادھا کشن کی مجلس شوریٰ کے رکن حافظ اکرام ظہیر ایم اے کو بطور لیکچرار گورنمنٹ ڈگری کالج حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ میں تعینات ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں یاد رہے کہ حافظ موصوف پیدائشی نابینا ہیں۔ لیکن رحمت خداوندی سے انہوں نے قرآن مجید کو حفظ کیا اور ساتھ قرأت کی تعلیم کو مکمل کرنے کے ساتھ عصری تعلیم کو بھی جاری رکھا اور ایم اے اسلامیات فسٹ ڈویژن پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔ اور خاندان کے واحد اہلحدیث فرد ہیں ہم ان کے علم و عمل میں، ترقی عقیدہ توحید و رسالت میں استقامت کے ساتھ ان سے امید کرتے ہیں کہ وہ تدریسی فرائض کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت کی تعلیمات کو فروغ دینے میں بھی اپنی تمام تر جدو جہد جاری رکھیں۔

[دعاگو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی، 0300-2413110]

خطبات جمعۃ المبارک

جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث شوالہ چوک سنگھ پورہ لاہور کی توسیع کے مبارک موقع پر عظیم الشان تاریخی خطبات جمعۃ المبارک ہوں گے۔ ان شاء اللہ 9 اپریل 2010 کا خطبہ جمعہ مفسر قرآن، حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ۔ 16 اپریل کا خطبہ جمعہ پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ پی آئی اے کالونی لاہور۔ 23 اپریل کا خطبہ جمعہ حافظ زاہد لطیف لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ آف لاہور ارشاد فرمائیں گے۔

مورخہ 25 جون کا خطبہ جمعۃ المبارک مولانا منظور احمد صاحب گوجرانوالہ ارشاد فرمائیں گے۔ مورخہ 20 اپریل صبح 9 بجے جامعہ عمر بن خطابؓ شوالہ چوک سنگھ پورہ لاہور کے ہال میں عابد یزدانی درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔ مورخہ 24 اپریل کو قاری محمد یعقوب فیصل آبادی درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔ تمام احباب سے شرکت کی اپیل کی جاتی ہے۔

[رابطہ: حافظ عبدالرحمٰن نعیم سرپرست جامع رحمانیہ و جامع عمر بن خطابؓ شوالہ چوک لاہور 0321-4681283]

آہ! حافظ حکیم نصیر احمد عاصم بھی چلے بسے!

جامع مسجد اہلحدیث L-1/14 کسووال کے خطیب مولانا حکیم نصیر احمد عاصم مختصر علالت کے بعد 17 مارچ بروز بدھ، دوپہر 1 بجے قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ایک جید عالم دین تھے۔ اوکاڑہ، ہارون آباد اور کسووال میں خطابت و امامت کی ذمہ داری ادا کرتے رہے مرحوم کی نماز جنازہ چک حافظ والا بہاولنگر انکے آبائی گاؤں میں مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی نے پڑھائی، نماز جنازہ میں مولانا احمد یار صدیقی مولانا امجد فاروق عدیل، مولانا ثناء اللہ شاہ مجاہد، مولانا محمد اکرم ربانی، حافظ اقبال قصوری، قاری عبدالمجید صدیقی مولانا سمندری و دیگر علماء و طلبہ نے شرکت کی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیٹا اور بیٹی اور بیوہ والدین اور بہن بھائی سوگوار چھوڑے ہیں۔ قارئین کرام مرحوم کی مغفرت و بلندی درجات اور لواحقین کیلئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ [شریک غم: قاری محمد حسن سلفی]

مولانا محمد حسین شاہ کا انتقال پر ملال

مولانا محمد حسین شاہ L-1/9 اوکاڑا والے کچھ دن علیل رہ کر 17 مارچ کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحوم کی نماز جنازہ مولانا عبدالرشید ہزاروی نے پڑھائی۔ مرحوم نے ساری زندگی اسلام کی خدمت میں وقف کر رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس کا وارث بنائے۔ آمین [شریک غم: عبداللہ یوسف، اوکاڑا]

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون آفس سینٹرل (042) 5854010
فون مرکز اعلیٰ (042) 6581025
تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

یا حی یا قیوم — بسم اللہ الرحمن الرحیم — برحمتک نستغیث

بمقام مدرسہ جامعہ نداء القرآن مرکز اہلحدیث پلہ روڈ منڈی سرائے مغل

17 اپریل 2010 بروز ہفتہ

زیر نگرانی: ابوبکر صدیق

زیر سرپرستی: محمد حسنین

زیر امارت: نثار احمد

زیر صدارت: حاجی محمد ظفر عالم

تلاوت قرآن مجید:
قاری محمد یٰسین ساقی لاہور
قاری محمد انور عابد کلیر کلاں
قاری امین اللہ معلم جامعہ ہذا

تقسیم اسناد

تیسری سالانہ

ندائے قرآن کانفرنس

ان شاء اللہ

فقید المثال — عظیم الشان

اسٹیج سیکرٹری: عبدالباری ذوق، قاری بلال احمد

نعت: منظور احمد، حافظ عبدالرؤف، حافظ محمد شوکت

محمد شفیع — عبدالقیوم — حسن محمود — ذوالفقار علی — محمد خالد — خالد مجید — محمد صدیق

مقررین

عبدالوہاب روپڑی — شیخ عتیق الرحمن شاہ — محمد یوسف پسروری — حافظ عبدالرؤف یزدانی — محمد نواز

حافظ محمد الیاس — قاری عبدالرحمن — قاری محمد جاوید شاہ — مولانا عبدالغفار

مولانا محمد ناصر مدنی آف لاہور — عبدالرحمن — حافظ عابد سلمان روپڑی — محمد اکرم — مولانا محمد اکرم شہزاد (فاضل نوجوان)

محمد اسماعیل — میاں محمود عباس — شاہد اقبال — عبدالعزیز

مقامی علماء کرام: عتیق الرحمن — محمد خالد مجاہد — محی الدین — عبدالودود — محمد عبداللہ

اعلان داخلہ

مدرسہ جامعہ نداء القرآن مرکز اہلحدیث منڈی سرائے مغل تحصیل چونیاں ضلع قصور
0301-5740607

0300-4110657-0321-7011977
0301-4437957-042-7539551